سُورَۃُ الْاَنْفَالِ

تعارف اور شانِ نزول:

(۱) یہ سورت پچھتر (75) آیات اور دس (10) رکوعات پر مشتمل ہے۔

(۲) یہ مدنی سورت ہے جو سن دو ہجری میں غزوہ بدر کے فوراً بعد نازل ہوئی اور اس کا زیادہ تر تعلق غزوہ بدر سے ہے۔

(۳) اس سورت میں جنگ بدر کے واقعات بیان کرنے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

(۴) اس سورت میں مالِ غنیمت کے تقسیم کے متعلق تفصیل بیان کی گئی ہے تا کہ کسی قسم کا اختلاف رونما نہ ہو سکے۔

(۵) اس سورت میں ایفائے عہد کی تلقین کی گئی ہے اور صحابہ کرامؓ کی شان اور عظمت بھی بیان کی گئی ہے۔

(۶) اس سورت میں وراثت کی تفصیل بھی بیان کی گئی ہے۔

(۷) اس سورت میں جہاد کی اہمیت اُجاگر کی گئی ہے۔ اور مجاہدین اسلام کی عظمت بیان کی گئی ہے اوران کے لئے انعامات کا ذکر کیا گیا ہے۔

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

اَلدَّرْسُ الْاَوَّلُ (الف)

سُوْرَۃُ الْاَنْفَالُ (آیات ۱ تا ۱۰)

الرَّحِيْمِ	الرَّحْمٰنِ	اللّٰهِ	بِسْمِ
رحم کرنے والا	مہربان	اللہ	سے نام

شروع اللہ کے نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ	عَنِ	الْاَنْفَالِ ؕ	قُلِ	الْاَنْفَالُ	لِلّٰهِ
وہ پوچھتے ہیں آپ سے	سے (متعلق)	غنیموں	کہو	انفال	لئے اللہ

اے محمدؐ! مجاہد لوگ تم سے غنیمت کے مال کے بارے میں دریافت کرتے

وَالرَّسُوْلِ ۚ	فَاتَّقُوا	اللّٰهَ	وَ اَصْلِحُوْا	ذَاتَ
اور رسول	پس ڈرو	اللہ	درست کرو	ذات والے

ہیں (کہ کیا حکم ہے) کہہ دو کہ غنیمت اللہ اور اس کے رسول کا مال ہے۔ تو خدا

بَيْنِكُمْ ص	وَ اَطِيْعُوا	اللّٰهَ	وَ رَسُوْلَهٗٓ	اِنْ	كُنْتُمْ
مابین تم	اور اطاعت کرو	اللہ کی	اور رسول اس کا	اگر	تم ہو

سے ڈرو اور آپس میں صلح رکھو اور اگر ایمان رکھتے ہو تو خدا اور اس کے رسولؐ کے

مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱	اِنَّمَا	الْمُؤْمِنُوْنَ	الَّذِيْنَ	اِذَا	ذُكِرَ
مومن (جمع)	بس صرف	مومن	جن	جب	ذکر کیا جائے

حکم پر چلو۔ مومن تو وہ ہیں کہ جب خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے

اللّٰهُ	وَجِلَتْ	قُلُوْبُهُمْ	وَاِذَا	تُلِيَتْ	عَلَيْهِمْ
اللہ	لرز جاتے ہیں	دل (جمع) اُن	اور جب	پڑھی جاتی ہے	پر ان

دل ڈر جاتے ہیں اور جب انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔

اٰيٰتُهٗ	زَادَتْهُمْ	اِيْمَانًا	وَّعَلٰى	رَبِّهِمْ
آیات اس کی	بڑھا دیتی ہیں ان کے	ایمان میں	اور پھر	رب ان

تو ان کا ایمان اور بڑھ جاتا اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ

يَتَوَكَّلُوْنَ ۝۲ ۚ	الَّذِيْنَ	يُقِيْمُوْنَ	الصَّلٰوةَ	وَمِمَّا
بھروسہ رکھتے ہیں	جو	قائم کرتے ہیں	نماز	اور سے جو

رکھتے ہیں۔(اور) وہ جو نماز پڑھتے ہیں اور جو ہم نے ان کو دیا

رَزَقْنٰهُمْ	يُنْفِقُوْنَ ﴿۳﴾	اُولٰٓئِكَ	هُمُ	الْمُؤْمِنُوْنَ
ہم نے دیا ان کو	وہ خرچ کرتے ہیں	یہ (لوگ)	وہ	مومن (جمع)

ہے اس میں سے (نیک کاموں میں) خرچ کرتے ہیں۔ یہی سچے مومن ہیں۔

حَقًّا ط	لَهُمْ	دَرَجٰتٌ	عِنْدَ	رَبِّهِمْ	وَمَغْفِرَةٌ
حقیقی	لیے ان کے	درجے	پاس	رب ان کے	اور مغفرت

اور ان کے لئے پروردگار کے ہاں (بڑے بڑے) درجے اور بخشش

وَّرِزْقٌ	كَرِيْمٌ ﴿۴﴾	كَمَآ	اَخْرَجَكَ	رَبُّكَ	مِنْ
اور رزق	بہترین	جیسا کہ	نکال لایا تجھے	رب تیرا	سے

اور عزت کی روزی ہے۔ (ان لوگوں کو اپنے گھروں سے اسی طرح نکلنا

بَيْتِكَ	بِالْحَقِّ ص	وَاِنَّ	فَرِيْقًا	مِّنَ	الْمُؤْمِنِيْنَ
گھر تیرے	ساتھ حق	اور بیشک	گروہ	سے	مومن (جمع)

چاہیے تھا جس طرح تمہارے پروردگار نے تم کو تدبیر کے ساتھ اپنے گھر

لَكٰرِهُوْنَ ﴿۵﴾	يُجَادِلُوْنَكَ	فِى	الْحَقِّ	بَعْدَ	مَا
یقیناً ناپسند کرنے والے	جھگڑ رہے تھے تم سے	میں	حق	بعد	کہ

سے نکالا اور (اس وقت) مومنوں کی ایک جماعت ناخوش تھی۔ وہ لوگ حق بات میں

تَبَيَّنَ	كَاَنَّمَا	يُسَاقُوْنَ	اِلَى	الْمَوْتِ	وَهُمْ	يَنْظُرُوْنَ ﴿۶﴾
واضح ہو گیا	گویا کہ	ہانکے جا رہے ہیں	طرف	موت	اور وہ	ان کے دیکھتے ہوئے

اس کے ظاہر ہوئے پیچھے تم سے جھگڑنے لگے گویا موت کی طرف دھکیلے جاتے ہیں اور اسے

وَاِذْ	يَعِدُ	كُمُ	اللّٰهُ	اِحْدَى	الطَّآئِفَتَيْنِ	اَنَّهَا
اور جب	وعدہ کر رہا تھا	تم سے	اللہ	ایک	دو گروہ	بیشک وہ

دیکھ رہے ہیں۔اور (اس وقت کو یاد کرو) جب خدا تم سے وعدہ کرتا تھا (ابوسفیان اور ابوجہل

لَكُمْ	وَتَوَدُّوْنَ	اَنَّ	غَيْرَ	ذَاتِ	الشَّوْكَةِ
لئے تم	اور چاہتے تھے	کہ	غیر	والا	اسلحہ

کے) دو گروہوں میں سے ایک گروہ تمہارا (مسخر) ہو جائے گا۔اور تم چاہتے تھے کہ جو قافلہ

تَكُوْنُ	لَكُمْ	وَيُرِيْدُ	اللّٰهُ	اَنْ	يُّحِقَّ
وہ ہو	لئے تم	اور چاہتا ہے	اللہ	کہ	حق کر دکھائے

بے (شان و) شوکت (یعنی بے ہتھیار) ہے وہ تمہارے ہاتھ آ جائے (اور خدا چاہتا تھا کہ

الْحَقَّ	بِكَلِمٰتِهٖ وَ	يَقْطَعَ	دَابِرَ	الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷﴾
حق	سے ارشادات اس کے اور	کاٹ دے	جڑ	کافروں کی

اپنے فرمان سے حق کو قائم رکھے اور کافروں کی جڑ کاٹ کر پھینک دے۔

لِيُحِقَّ	الْحَقَّ	وَيُبْطِلَ	الْبَاطِلَ	وَلَوْ	كَرِهَ
تاکہ حق کر دکھائے	حق	اور باطل کر دکھائے	باطل	اور خواہ اگرچہ	ناگوار ہو

تاکہ سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ کر دے، گو مشرک ناخوش

الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۸﴾	اِذْ	تَسْتَغِيْثُوْنَ	رَبَّكُمْ	فَاسْتَجَابَ
مجرموں کو	جب	تم فریاد کر رہے تھے	رب تم	پس قبول کیا

ہی ہوں۔ جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کرتے تھے تو اس نے تمہاری

لَكُمْ	اَنِّيْ	مُمِدُّ	كُمْ	بِاَلْفٍ
لئے تم (جمع)	کہ میں	مددگار	تمہارا	ساتھ ہزار

دعا قبول کرلی (اور فرمایا) تسلی رکھو ہم ہزار فرشتوں

مِنَ	الْمَلٰٓئِكَةِ	مُرْدِفِيْنَ ﴿٩﴾	وَمَا	جَعَلَهُ
سے	فرشتوں	پے درپے آنے والے	اور نہیں	بنادیا اس کو

سے جو ایک دوسرے کے پیچھے آتے جائیں گے۔ تمہاری مدد کریں گے۔ اور اس

اللّٰهُ	اِلَّا	بُشْرٰى	وَ	لِتَطْمَىِٕنَّ	بِهٖ	قُلُوْبُكُمْ ج
اللہ	مگر	خوشخبری	اور	لئے مطمئن ہو جائیں	سے اس	دل (جمع) تم

مدد کو اللہ نے محض بشارت بنایا تھا۔ کہ تمہارے دل اس سے اطمینان

وَمَا	النَّصْرُ	اِلَّا	مِنْ	عِنْدِ	اللّٰهِ ط
اور نہیں	مدد	مگر	سے	پاس	اللہ

حاصل کریں اور مدد تو اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

اِنَّ	اللّٰهَ	عَزِيْزٌ	حَكِيْمٌ ﴿١٠﴾
بیشک	اللہ	زبردست	دانا

بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَكِيبُ

(۱) اَلْاَنْفَالِ (مالِ غنیمت):

تشریح :انفال، نفل کی جمع ہے، جس کے معنی ہے مالِ غنیمت۔ مالِ غنیمت وہ مال ودولت ہوتی ہے جو دشمن میدانِ جنگ میں چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں۔ اور وہ مال ودولت جہاد یعنی قتال فی سبیل اللہ کے بعد مسلمانوں کے ہاتھ آجاتی ہے۔ اسے نفل اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ ان چیزوں میں سے ایک ہے جو پچھلی امتوں پر حرام تھی۔ یہ گویا امت محمدیہؐ پر ایک زائد چیز حلال کی گئی ہے یا اس لئے کہ یہ جہاد کے اجر سے ایک زائد چیز ہے جو بعض دفعہ دنیا میں ہی مل جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مال کو مسلمانوں کے لئے انعام قرار فرماتے ہیں۔

(۲) اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ (اپنے آپس کے تعلقات درست کرو):

تشریح :ان الفاظ کا تعلق اُس آیت سے ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو حکم دے دیتا ہے کہ اللہ سے ڈرو۔ آپس میں صلح رکھو۔ صحیح تعلقات رکھو اور رسولؐ کی اطاعت کرو۔

(۳) وَجِلَتْ (لرزتے ہیں):

تشریح :یہ لفظ مؤمن کی طرف اشارہ ظاہر کرتا ہے یعنی مؤمن وہ ہوتا ہے جب اس کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اس اس کے دل خوف کے مارے لرز جاتے ہیں۔ یعنی مؤمن کا دل خوفِ خدا سے لبریز ہوتا ہے۔

(۴) كٰرِهُوْنَ (ناپسند کرنے والے):

تشریح :یہ لفظ اہل ایمان کے اس گروہ کی طرف اشارہ کرتا ہے جب اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو اس کے گھر سے حق کے ساتھ جہاد کے لئے نکال لایا تو اہل ایمان کا ایک گروہ (اس کو) ناپسند کرنے والا تھا۔ یہ ناگواری لشکر قریش سے لڑنے کے مقابلہ میں تھی۔ اور اس کی وجہ بے سروسامانی تھی۔

(۵) يُسَاقُوْنَ (وہ ہانکے جاتے ہیں):

تشریح: یہ لفظ مؤمنوں کی اس گروہ کی طرف اشارہ کرتا ہے جو یہ سمجھ رہے تھے کہ لشکر کفار سے مقابلہ کرنا موت کے منہ میں جانے کے مترادف ہے۔ وہ کہہ رہے تھے کہ ہم ہانکے جا رہے ہیں۔ یعنی ہمیں لے جایا جا رہا ہے موت کے منہ میں۔ کیونکہ مسلمانوں کی تعداد اور ساز و سامان جنگ کفار کے مقابلے میں بہت کم تھا۔

(۶) اِحْدٰی: ایک (مؤنث کا صیغہ):

تشریح: یہ لفظ اُن دو گروہوں کی طرف اشارہ کرتا ہے جس میں ''ایک'' تجارت کی غرض سے شام سے مکہ جا رہا تھا اور دوسرا گروہ مسلمانوں سے مقابلہ کرنے کے لئے مکہ سے مدینہ جا رہا تھا۔

(۷) دَابِرَ (جڑ):

تشریح: یہ لفظ جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ کی چاہت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ جنگ بدر میں کافروں کی بیخ کنی ہو جائے اور مسلمانوں کو شاندار فتح حاصل ہو جائے اور کفر کا زور ٹوٹ جائے۔

(۸) تَسْتَغِیْثُوْنَ (تم فریاد کرتے تھے):

تشریح: یہ الفاظ اُس صورت حال کی طرف اشارہ کرتے ہیں جب جنگ بدر رونما ہونے والی تھی۔ مسلمانوں کی تعداد چونکہ کم تھی۔ لہٰذا وہ افسردہ تھے کہ کفار کی بڑی لشکر کا مقابلہ کیسے کریں گے۔

(۹) مُرْدِفِیْنَ (لگاتار آنے والے):

تشریح: یہ الفاظ اُس صورت حال کی طرف اشارہ کرتے ہیں جب مسلمان اپنے کم تعداد کی وجہ سے جنگ بدر کے دوران افسردہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح یاب کرنے کے لئے اُنہیں خوشخبری دی کہ آپ کے مدد کے لئے ایک ہزار فرشتے لگاتار آرہے ہیں۔

(۱۰) غَیْرَ ذَاتِ الشَّوْکَةِ (بغیر اسلحہ کے):

تشریح: یہ الفاظ اُس قافلے کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو بغیر اسلحہ کے شام سے مکہ جا رہا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے مشرکین مکہ پر دباؤ ڈالنے کی خاطر اس قافلے کو روکنے کی منصوبہ بندی کی اور اس کے نتیجے

میں جنگ بدر واقع ہوئی اور مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اور کفر کی زور ٹوٹ گئی۔

اَلتَّمَارِیْنُ (مشق)

السوال الاول (پہلا سوال): اس سبق میں مؤمنوں کی کیا صفات بیان کی گئی ہیں؟

الجواب: اس سبق میں مؤمنوں کی جو صفات بیان کی گئی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

(۱) مؤمنوں کی دل ذکر الٰہی سے لرز اُٹھتے ہیں اور خوفِ خدا کی بدولت وہ گناہ کے مرتکب نہیں ہوتے۔

(۲) مؤمن جب قرآنی آیات پڑھتے ہیں یا سنتے ہیں تو ان کا ایمان مضبوط سے مضبوط تر ہو جاتا ہے اور اُنہیں اطمینان قلب حاصل ہو جاتا ہے۔

(۳) مؤمن اللہ تعالیٰ کو اپنا مالک اور خالق سمجھتا ہے اور ہر کام جب کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کر کے کرتے ہیں۔

(۴) مؤمن پورے آداب اور قواعد کے ساتھ نماز کی پابندی سے اہتمام کرتے ہیں۔

(۵) مؤمن زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور صدقات دے دیتے ہیں۔

(۶) مؤمن اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرتے ہیں اور جان و مال کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔

السوال الثانی (دوسرا سوال): دو گروہوں سے کیا مراد ہے؟

الجواب: دو گروہوں میں سے مراد مشرکین کے دو گروہ مراد ہیں۔ ایک گروہ ''تجارتی قافلہ'' تھا جو کہ شام سے مکہ جا رہا تھا جبکہ دوسرے گروہ سے مراد ''لشکر کفار'' ہے جو تجارتی قافلے کے حفاظت اور مسلمانوں سے لڑنے کے لئے مکہ سے مدینہ آ رہا تھا۔ تجارتی قافلے کی قیادت ابوسفیان کر رہا تھا جبکہ ''لشکر کفار'' کی قیادت ابوجہل کر رہا تھا۔

السوال الثالث (تیسرا سوال): مندرجہ ذیل عبارات کا مفہوم بیان کریں؟

(الف) فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۔

(ب) اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَه' اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۔

(ج) اِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُه' زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا ۔

الجواب:(الف) فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصۡلِحُوۡا ذَاتَ بَیۡنِکُمۡ ۔

ترجمہ: ''پس ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے اور اصلاح کرو اپنے باہمی معاملات کی''۔

تشریح: جب جنگ بدر میں کفار کو شکست ہوئی تو وہ بہت سارے مال واسباب کو چھوڑ کر فرار ہوئے۔ چونکہ یہ مشرکین مکہ کے ساتھ مسلمانوں کی پہلی جنگ تھی۔ لہٰذا وہ مالِ غنیمت کے تقسیم کار سے ناواقف تھے۔ اس وجہ سے مسلمانوں کے درمیان اختلافات پیدا ہوئے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم پر سارا مالِ غنیمت حضور ﷺ کے پاس جمع کیا گیا۔ حضور ﷺ نے عدل اور انصاف کے ساتھ اس مالِ غنیمت کو مسلمانوں میں برابری کی بنیاد پر تقسیم کیا اور اختلافات کی جڑ کاٹ دی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ اللہ سے ڈرو۔ حضور ﷺ کی اطاعت کرو۔ آپس میں اختلافات ختم کر کے بھائی بھائی بن جاؤ اور ایک دوسرے کے غم و درد میں برابر کے شریک ہو جاؤ۔

الجواب:(ب) اَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗۤ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ۔

ترجمہ: (ب) ''اطاعت کرو۔ اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی اگر تم مؤمن ہو''۔

تشریح: جب جنگ بدر میں مشرکین مکہ کو شکست ہوئی تو وہ بہت سارے مال واسباب کو چھوڑ کر فرار ہوئے۔ صحابہ کرامؓ نے حضور ﷺ سے مشورہ کیے بغیر مالِ غنیمت کو اپنے قبضے میں لینے لگے جس کی وجہ سے مسلمانوں میں اختلافات رونما ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ سارا مال حضور ﷺ کے پاس جمع کریں۔ تو یہ بات بعض مسلمانوں کو ناگوار گزری۔ پھر حضور ﷺ نے سارے مال سے پانچواں حصہ نکال کر باقی چار حصے مجاہدین میں برابری کی بنیاد پر تقسیم کیا۔ اسی حالات کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بھیجا کہ مسلمانو! اگر تم مؤمن ہونے کا دعویٰ کرتے ہو تو پھر تم پر اللہ اور اس کی رسول ﷺ کی اطاعت فرض ہے۔ رسول ﷺ کی اطاعت کے بغیر آپ مؤمن نہیں ہو سکتے۔ اگر تم رسول ﷺ کی حکم کی تعمیل کرو گے تو اس دنیا میں بھی کامیاب و کامران ہوں گے اور آخرت میں بھی کامیابی اور خوشحالی کی زندگی بسر کرو گے۔

الجواب:(ج) اِذَا تُلِیَتۡ عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتُهٗ زَادَتۡهُمۡ اِیۡمَانًا۔

ترجمہ: ''جب اللہ تعالیٰ کی آیات اُن کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے''۔

تشــریح :اس آیت میں مؤمنوں کی صفت بیان کی گئی ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حقیقی مؤمن وہ ہوتا ہے کہ جب اس کے سامنے قرآنی آیات پڑھی جاتی ہیں تو اس کا دل لرز اُٹھتا ہے۔اس کا دل خوفِ خدا سے لبریز ہو جاتا ہے۔اس کا ایمان اور بھی مضبوط ہو جاتا ہے۔وہ ہر طرح کی بُرائی سے اجتناب کر کے صحیح مسلمان بن جاتا ہے اور اسلام کی سربلندی کے لئے کفر کی راہ میں آہنی چٹان بن جاتا ہے۔وہ اللہ تعالیٰ کو اپنا خالق اور رازق سمجھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر مکمل یقین رکھتا ہے۔اور توحید کا پرستار بن جاتا ہے۔وہ خود بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے احکامات کی تعمیل کرتا ہے اور دوسروں کو بھی ایسا کرنے کی تلقین کرتا ہے۔

السوال الرابع: مندرجہ ذیل میں ہر لفظ کے سامنے چار معنی دئیے گئے ہیں۔ جو زیادہ صحیح ہوں اس پر نشان لگائیں۔

(۱) الانفال کے معنی:

(الف) کمائی کا مال (ب) رزق (ج) مالِ غنیمت (د) سرکاری مال

(۲) وجلت کے معنی:

(الف) نہیں ڈرتے (ب) ڈرتے ہیں (ج) مرتے ہیں (د) جان دیتے ہیں

(۳) کرھون کے معنی:

(الف) پسند کرنے والے (ب) ناگواری محسوس کرنے والے

(ج) شرمندگی (د) کریہہ لوگ

(۴) یساقون کے معنی:

(الف) وہ ہانکے جاتے (ب) سہمے جاتے ہیں

(ج) مرتے جاتے ہیں (د) وہ چوری کرتے ہیں

(۵) دابر کے معنی:

(الف) جڑ (ب) تنا (ج) ابتداء (د) پیچھے

(۶) تستغیثون کے معنی:

(الف) ہم فریاد کرتے ہیں (ب) وہ فریاد کرتے ہیں

(ج) تم فریاد کرتے ہو (د) اسے یاد آتی ہے

(۷) مردفین کے معنی:

(الف) رکنے والی (ب) لگاتار آنے والے (ج) بند ہونے والی (د) سیٹیاں

(۸) غنیمت خدا اور اس کے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کا مال ہے۔

(الف) بندہ (ب) رسول (ج) فرشتے (د) جنات

(۹) اللہ سے ڈرو اور آپس میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔رکھو۔

(الف) جھگڑا (ب) دشمنی (ج) صلح (د) محبت

(۱۰) اللہ اور اس کے رسول کے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پر چلو۔

(الف) حکم (ب) ہدایت (ج) بات (د) طریقے

جوابات:

۱۔ (ج)، ۲۔(ب)، ۳۔ (ب)، ٤۔ (الف)، ٥۔ (الف)

٦۔ (ج)، ۷۔ (ب)، ۸۔ (ب)، ۹۔ (ج)، ۱۰۔ (الف)

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

اَلدَّرْسُ الْاَوَّلُ (ب)

سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ (آیات ۱۱ تا ۱۹)

اِذْ	يُغَشِّيْكُمُ
جب	ڈھانکتا تم کو

جب اس نے (تمہاری)

النُّعَاسَ	اَمَنَةً	مِّنْهُ	وَ يُنَزِّلُ	عَلَيْكُمْ	مِّنَ
غنودگی	اطمینان	سے اس	اور نازل کر رہا تھا	پر تم	سے

تسکین کے لیے اپنی طرف سے تمھیں نیند (کی چادر) اڑھادی۔ اور تم

السَّمَآءِ	مَآءً	لِّيُطَهِّرَ	كُمْ	بِهٖ	وَ يُذْهِبَ
آسمان (جمع)	پانی	لیے پاک کرے	تم	ساتھ اس	اور دور کردے

پر آسمان سے پانی برسادیا تاکہ تم کو اس سے (نہلاکر) پاک کردے اور

عَنْكُمْ	رِجْزَ	الشَّيْطٰنِ	وَ لِيَرْبِطَ	عَلٰى
سے تم	نجاست	شیطان	تاکہ باندھ دے	پر

شیطانی نجاست کو تم سے دور کردے۔ اور اس لیے بھی کہ تمہارے

قُلُوْبِكُمْ	وَ يُثَبِّتَ	بِهِ	الْاَقْدَامَ ؕ (۱۱)
دلوں تمہارے	اور جمادے	سے اس	قدم (جمع)

دلوں کو مضبوط کردے اور اس سے تمہارے پاؤں جمائے رکھے

اِذْ	يُوْحِيْ	رَبُّكَ	اِلَى	الْمَلٰٓئِكَةِ	اَنِّيْ
جب	وحی پہنچاتا تھا	رب تمہارا	طرف	فرشتے	کہ میں

جب تمہارا پروردگار فرشتوں کو ارشاد فرماتا تھا کہ میں تمہارے

مَعَكُمْ	فَثَبِّتُوا	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا
ساتھ تمہارے	پس ثابت قدم رکھو	جو	ایمان لائے

ساتھ ہوں تم مؤمنوں کو تسلی دو کہ ثابت قدم رہیں

سَاُلْقِیْ	فِیْ	قُلُوْبِ	الَّذِیْنَ	كَفَرُوا	الرُّعْبَ
یقیناً ڈالتا ہوں	میں	دلوں	جن	اُنہوں نے کفر کیا	رعب

میں ابھی ابھی کافروں کے دلوں میں رعب وہیبت ڈالے دیتا ہوں، تو

فَاضْرِبُوْا	فَوْقَ	الْاَعْنَاقِ	وَاضْرِبُوْا	مِنْهُمْ
پس ضرب لگاؤ	اوپر	گردنوں	اور ضرب لگاؤ	سے ان

ان کے سر مار (کر) اُڑا دو۔ اور ان کا پور پور مار (کر توڑ) دو

كُلَّ	بَنَانٍ ﴿۱۲﴾	ذٰلِكَ	بِاَنَّهُمْ	شَآقُّوا	اللّٰهَ
ہر	پورے	یہ	اس لیے کہ وہ	اُنہوں نے مخالفت کی	اللہ

یہ (سزا) اس لیے دی گئی کہ اُنہوں نے خدا اور

وَرَسُوْلَهٗ ج	وَمَنْ	يُّشَاقِقِ	اللّٰهَ	وَرَسُوْلَهٗ
اور رسول اس	اور جو	وہ مخالفت کرتا ہے	اللہ	اور رسول اس

اس کے رسول ؐ کی مخالفت کی اور جو شخص خدا اور اس کے رسول ؐ کی

فَاِنَّ	اللّٰهَ	شَدِيْدُ	الْعِقَابِ ﴿۱۳﴾	ذٰلِكُمْ
پس بیشک	اللہ	سخت	سزا	یہ

مخالفت کرتا ہے تو خدا بھی سخت عذاب دینے والا ہے۔ یہ (مزا تو یہاں)

فَذُوْقُوْهُ	وَاَنَّ	لِلْكٰفِرِيْنَ	عَذَابَ	النَّارِ ﴿۱۴﴾
پس تم چکھو اس	اور یہ کہ (تحقیق)	لیے کافروں	عذاب	دوزخ

چکھو اور یہ (جانے رہو) کہ کافروں کے لیے (آخرت میں) دوزخ کا عذاب (بھی تیار) ہے۔

كَفَرُوْا	الَّذِيْنَ	لَقِيْتُمُ	اِذَا	اٰمَنُوْٓا	الَّذِيْنَ	يٰٓاَيُّهَا
کفرکیا	جن	سامنا کروتم	جب	ایمان لائے	جو	اے

اے اہل ایمان جب میدان جنگ میں کفار سے تمہارا مقابلہ ہوتو

وَ مَنْ	الْاَدْبَارَ	فَلَا تُوَلُّوْهُمُ	زَحْفًا
اور جس	پیٹھیں	پس نہ پھیروان	لشکر

ان سے پیٹھ نہ پھیرنا۔اور جو شخص جنگ کے روز

مُتَحَرِّفًا	اِلَّا	دُبُرَهٗٓ	يَوْمَئِذٍ	يُّوَلِّهِمْ
جگہ بدلنے والا	الا	پیٹھ اس	اس دن	پھیرے گا ان کو

اس صورت کے سوا کہ لڑائی کے لیے کنارے کنارے چلے (یعنی حکمت عملی)

فَقَدْ	فِئَةٍ	اِلٰى	مُتَحَيِّزًا	اَوْ	لِّقِتَالٍ
پس تحقیق	گروہ	طرف	شامل ہونے والا	یا	کے لیے لڑائی

سے دشمن کو مارے یا اپنی فوج میں جاملنا چاہے۔ان سے پیٹھ پھیرے

جَهَنَّمُ	وَ مَاْوٰىهُ	اللّٰهِ	مِّنَ	بِغَضَبٍ	بَآءَ
جہنم	اور ٹھکانہ اس کا	اللہ	سے	میں غضب	مستحق ہوگیا

گا تو (سمجھو کہ) وہ خدا کے غضب میں گرفتار ہوگیا اور اس کا ٹھکانہ

وَ لٰكِنَّ	هُمْ	تَقْتُلُوْ	فَلَمْ	الْمَصِيْرُ	وَ بِئْسَ
بلکہ لیکن	ان کو	تم نے قتل کیا	پس نہیں	ٹھکانہ	اور بہت برا

دوزخ ہے اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔تم لوگوں نے ان (کفار) کو قتل نہیں کیا بلکہ

رَمَيْتَ	اِذْ	رَمَيْتَ	وَمَا	قَتَلَهُمْ	اللّٰهَ
تو نے پھینکی	جب	تو نے پھینکی	اور نہیں	قتل کیا ان کو	اللہ

خدا نے انہیں قتل کیا اور (اے محمدؐ!) جس وقت تم نے کنکریاں پھینکی

وَلٰكِنَّ	اللّٰهَ	رَمٰى ج	وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ	مِنْهُ
بلکہ/لیکن	اللہ	پھینکی	تاکہ آزمائے مومنوں	سے اس

تھیں تو وہ تم نے نہیں پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی تھی اس سے یہ غرض

بَلَآءً	حَسَنًا ط	اِنَّ	اللّٰهَ	سَمِيْعٌ	عَلِيْمٌ ﴿١٧﴾	ذٰلِكُمْ
آزمائش	اچھا	بے شک	اللہ	سننے والا	جاننے والا	یہ

تھی کہ مومنوں کو اپنے (احسانوں) سے اچھی طرح آزمالے بے شک خدا سنتا جانتا ہے۔

وَاَنَّ	اللّٰهَ	مُوْهِنُ	كَيْدِ	الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٨﴾	اِنْ
اور بے شک	اللہ	ست کرنیوالا	چال	کافروں	اگر

(بات) یہ (ہے) کچھ شک نہیں کہ خدا کافروں کی تدبیر کو کمزور کردینے والا ہے (کافرو) اگر

تَسْتَفْتِحُوْا	فَقَدْ	جَآءَ	كُمُ	الْفَتْحُ ج	وَاِنْ	تَنْتَهُوْا
تم فتح چاہتے ہو	پس تحقیق	آگیا	تم	فتح	اور اگر	تم باز آجاؤ

تم (محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر) فتح چاہتے ہو تو تمہارے پاس فتح آچکی۔ (دیکھو) اگر

فَهُوَ	خَيْرٌ	لَّكُمْ ج	وَاِنْ	تَعُوْدُوْا	نَعُدْ ج
پس وہ	بہتر	لیے تم	اور اگر	دوبارہ کروگے	ہم دوبارہ کریں گے

تم (اپنے افعال سے) باز آجاؤ تو تمہارے حق میں بہتر ہے اور پھر اگر (نافرمانی) کروگے تو ہم بھی پھر

وَلَنْ	تُغْنِيَ	عَنْكُمْ	فِئَتُكُمْ	شَيْـًٔا	وَّلَوْ
ہرگز نہیں	کام آئے گا	سے تم	جتھا تمہارا	کچھ	خواہ

(تمہیں) عذاب کریں گے۔ اور تمہاری جماعت کو وہ کتنی ہی کثیر ہو تمہارے

كَثُرَتْ	وَاَنَّ	اللّٰهَ	مَعَ	الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٩﴾
کتنی ہی بڑی ہو	اور بیشک	اللہ	ساتھ	ایمان والوں کے

اور اللہ تعالیٰ مؤمنوں کے ساتھ ہے۔

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيبُ

(۱) يُغْشِيْ: وہ ڈھانپ دیتا ہے / طاری کر دیتا ہے۔

تشریح: جب جنگ بدر کے آثار رونما ہونے لگے۔ تو ابتداء میں مسلمانوں میں مایوسی کی لہر موجود تھی۔ کیونکہ اس کی تعداد مشرکین مکہ سے بہت کم تھی۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بشارت دی کہ فکر نہ کریں فرشتے تمہارے مدد کیلئے لگاتار آئیں گے۔ فتح اور کامیابی تمہاری ہوگی اس سے مسلمانوں کے حوصلے بلند ہو گئے۔ اور انکو پُر سکون نیند نصیب ہوئی۔ وہ پورے عزم واستقلال کیساتھ دشمن کیخلاف کمر بستہ ہو گئے۔ اور دشمن کے راستے میں آہنی چٹان بن کر انہیں عبرتناک شکست دی۔

(۲) اَلنُّعَاسُ: نیند، اونگھ

تشریح: اس لفظ کا تعلق بھی جنگ بدر سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو چین عطا کیا۔ اور وہ پورے سکون کے ساتھ گہرے نیند سو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ذہنی سکون عطا فرمائی۔ اور وہ جنگ کیلئے پورے آب وتاب کے ساتھ تیاری کرنے لگے۔

(۳) رِجْزَ الشَّيْطَانِ: شیطان کی نجاست

تشریح: یہاں پر شیطان کی نجاست سے مراد وہ شیطانی کواب اور وسوسے ہیں۔ جس سے مسلمان جنگ بدر میں دوچار ہوئے تھے۔

شیطان مسلمانوں کے دلوں میں وسوسے ڈال رہے تھے۔ کہ تم دشمن کے اس عظیم لشکر کا کیسے مقابلہ کرینگے۔ لشکر مکہ تو مسلمانوں کی لشکر سے کئی گنا زیادہ ہے۔ دوسری طرف خشکی اور گرد وغبار بھی ہے۔ پانی کا بھی مسئلہ ہے۔ ان وسوسوں سے مسلمانوں میں مایوسی کی لہر دوڑ چکی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی دلجوئی کیلئے فرشتوں کی غیبی امداد کی بشارت دی۔ اور پانی کا مسئلہ ختم کرنے کیلئے بارش برسائی۔ جس سے گرد وغبار بھی ختم ہوئی اور مسلمانوں کو پینے اور نہانے کی پانی وافر مقدار میں میسر آئی۔

(۴) اَلْاَعْنَاقِ: گردنیں

تشریح: اعناق، عنق کی جمع ہے۔ جسکے معنی ہے گردن۔ یہ لفظ بھی جنگ بدر کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خوشخبری سنائی۔ کہ فکر نہ کریں کافروں پر تمہارا رعب اور دبدبہ ہوگا۔ انکو شکست ہوگا۔ اور آپ ان کے گردنوں پر خوب وار کرینگے۔

(۵) بَنَانٍ: بدن کے جوڑ

تشریح: جنگ بدر میں مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے فتح کی نوید سنائی۔ اور اسکو حکم دیا کہ ثابت قدم رہو۔ فتح تمہاری ہوگی۔ اور دشمن کے جسم پر خوب ضرب لگاؤ۔ تاکہ دشمن میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ جائیں۔ اور کفر کا زور ٹوٹ جائیں۔

(۶) زَحْفًا: لشکر کشی کی صورت میں الڑائی کے دوران

تشریح: یہاں پر زحف سے مراد مسلمانوں کی لشکر کی پیش قدمی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم فرمایا تھا۔ کہ میدان جنگ میں دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کرو اور روگردانی نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ حق کی راہ میں لڑنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

(۷) مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ: جنگی چال کے طور پر

تشریح: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ میدان جنگ میں دشمن کا خوب مقابلہ کرو اور روگرداجی نہ کرو البتہ اگر جنگی حکمت عملی کے غرض سے کوئی پلٹ کر جائے اور دوبارہ منظم انداز میں حملہ آور ہوجائے تو یہ جائز ہے۔

(۸) مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ: اسکی فوج سے جا ملنے کیلئے

تشریح: مسلمانوں کو یہ اجازت ہرگز نہیں ہے کہ وہ میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ جائے۔ البتہ اگر جنگی چال کے غرض سے وقت طور پر پلٹ جائے۔ اور اپنے گروہ کو منظم کر کے پورے قوت کیساتھ دوبارہ حملہ آور ہوجائے تو اسلام میں اسکی اجازت ہے۔

(۹) رَمَيْتَ: تو نے پھینکا

تشریح: جنگ بدر کے موقع پر اللہ تعالیٰ کے حکم پر حضورؐ نے کنکریوں کی ایک مٹھی لشکر کفار کی طرف پھینکی۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے ایسا اثر ڈال دیا تھا کہ دشمن کے حوصلے پست ہونے لگے۔ اور وہ جنگ کے دوران حواس باختہ ہو کر فرار ہوگئے۔

(۱۰) **لِيُبْلِيَ:** تاکہ وہ آزمائے، احسان فرمائے

تشریح: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کنکریوں کی مٹھی نبیؐ نے اللہ کے حکم پر پھینکی تھی۔ تاکہ دشمن کے حصلہ پست ہوجائیں اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوجائے۔ جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر گراں قدر احسان فرمایا۔ اور انکو وہ عظیم فتح عنایت فرمائی جسکے بدولت اسلام دن دگنی اور رات چگنی ترقی کرنے لگا۔

(۱۱) **مُوْهِنُ:** کمزور کرنے والا۔ بے اثر کرنے والا

تشریح: جنگ بدر میں لشکر کفار بڑے غرور و تکبر کیساتھ میدا جنگ میں اُترا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسکے غرور و تکبر کو خاک میں ملادیا۔ اور مسلمانوں نے اسکے قوت کو کمزور اور بے اثر کردیا۔ اسطرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان کیا۔ اور دشمنان حق کو عبرتناک شکست ہوئی۔

ooooooooooooooooooooooooo

اَلتَّمَارِيْنُ (مشق)

السوال الاول (پہلا سوال): اس سبق میں غزوہ بدر کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کے کن انعامات کا ذکر ہے؟

الجواب: اس سبق میں غزوہ بدر کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کے جن انعامات کا ذکر ہے۔ وہ درج ذیل ہیں۔

(1) جنگ بدر کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے ایک دن پہلے خوب بارش برسائی۔ جس سے مسلمانوں کو ایک فائدہ یہ ہوا۔ کہ اسکے لئے پانی کی قلت دور ہوگئی۔ اور اسکے ضروریات پوری ہوئیں۔

دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ مسلمان چونکہ وادی کے ریتی حصہ میں موجود تھے۔ اس سے ریتی زمین جم گئی۔ اور نقل و حرکت میں آسانی پیدا ہوئی۔

تیسرا فائدہ یہ ہوا کہ کفار چونکہ وادی کی زیریں حصہ میں موجود تھے۔ لہٰذا بارش کیوجہ سے زیریں حصہ میں کیچڑ ہوگئی۔ اور اس کے نتیجے میں لشکر کفار کو نقل و حرکت میں مشکلات پیش آنے لگیں۔

(2) جس صبح کو جنگ ہونے والی تھی۔ اُس رات کو اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر نیند طاری کردی۔ گہرے نیند سونے کیوجہ سے مسلمان جب صبح بیدار ہوئے۔ تو وہ تازہ اور چاق و چوبند تھے۔ اور لڑائی کے لئے

بالکل تیار تھے۔ جبکہ دوسری کفار گہری نیند نہ سوسکیں۔ اور بے چینی کی رات گذاری۔ جس کے لئے پورے لشکر بے چینی اور تھکن کا شکار تھی۔

(3) اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کیلئے فرشتے نازل فرمائے۔ جس کے وجہ سے لشکر کفار کا زور ٹوٹ گیا۔ اور وہ میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ گئے۔

(4) جنگ بدر کی فتح مسلمانوں کے لئے بہت بڑا انعام تھا۔ اس سے کفار کے حوصلے پست ہونے لگے۔ اور مسلمانوں کے حوصلے بلند سے بلند تر ہونے لگے۔ اور اسلام ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہونے لگا۔

السوال الثانی (دوسرا سوال): کفار کیساتھ مقابلے کی صورت میں سورۂ انفال کی ان ایات میں کیا ہدایات دی گئی ہیں؟

الجواب: کفار کیساتھ مقابلے کی صورت میں سورہ انفال کی ان آیات میں جو ہدایات مسلمانوں کو دی گئی ہیں۔ وہ درج ذیل ہیں۔

(1) اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت فرماتا ہے۔ کہ میدان جنگ میں دشمن کا خوب مقابلہ کرو اور پسپائی کا راستہ اختیار نہ کرو۔

(2) اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو یہ بھی ہدایت فرماتا ہے۔ کہ جنگی چال کی غرض سے اور دشمن پر بھرپور وار کرنے کی غرض سے عارضی طور پر پلٹنا جائز ہے۔

بحیثیت مجموعی مجاہدین کو یا جام شہادت نوش کرنا ہے۔ یا دشمنان حق کو زیر کر کے غازی بننا ہے۔

(3) اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو یہ بھی ہدایت فرماتا ہے۔ کہ جب اس پر جنگ مسلط ہو جائے۔ تو پھر مجاہدین کو پلٹ کر نہیں بھاگنا چاہیے۔ اور دشمن کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ جہاد سے بھاگنے والا مسلمان گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو جاتا ہے۔

(4) اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت فرماتا ہے۔ کہ وہ جنگ کے لئے بھرپور تیاری کرے۔ آپس میں مشاورت کریں باہمی تعاون کو فروغ دیں۔ تفرقہ پیدا نہ کریں۔ اور رسول کی حکم کی تعمیل کریں۔

السوال الثالث (تیسرا سوال): کفار کو خطاب کرتے ہوئے ان ایات میں کیا تنبیہ کی گئی ہے؟

الجواب: کفار کو خطاب کرتے ہوئے ان آیات میں جو تنبیہ کی گئی ہے۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) اللہ تعالیٰ انسانوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ مکر وفریب اور حیلے بہانوں سے اجتناب کریں۔ اللہ تعالیٰ کے اس تنبیہ کے باوجود مشرکین مکہ باز نہ آئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس پر جنگ بدر مسلط کر کے انہیں شرمناک شکست سے دوچار کیا۔

(2) مشرکین مکہ نے دعا مانگی تھی۔ کہ اے پروردگار جو گروہ اور جو دین سچا ہے اسکو کامیابی عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ اور سچے گروہ اور سچے دین یعنی مسلمانوں اور دین اسلام کو فتح نصیب فرمائی۔

اس کے بعد اللہ ان مشرکین مکہ سے فرماتا ہے۔ کہ سچا دین اور سچا گروہ اب آپکے سامنے ہے۔ لہٰذا دین اسلام قبول کرو۔ اور سرکشی چھوڑ دو۔ اسکے باوجود اگر تم لوگ باز نہیں آئے۔ تو دنیا اور آخرت دونوں میں ذلیل وخوار ہو جاؤ گے۔

(3) اللہ تعالیٰ مشرکین مکہ کو یہ بھی تنبیہ دے دیتا ہے۔ کہ وہ اپنے کثرت اور وسائل پر غرور و تکبر نہ کریں۔ غرور و تکبر والا ذات صرف ایک اللہ ہے۔ اللہ کی مدد صرف مجاہدین اسلام کے ساتھ ہوگی۔ اور دشمنان دین کثرت تعداد اور وسائل کے باوجود عبرتناک شکست کھائیں گے۔

السوال الرابع (چوتھا سوال): مندرجہ ذیل عبارت کا مفہوم بیان کریں؟

الجواب: (الف): يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ

(ب): وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى

(ج): وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَّلَوْ كَثُرَتْ

الجواب: (الف): يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ

ترجمہ: "اے ایمان والو! جب تم مقابلہ کرو کافروں کے لشکر جرار سے تو مت پھیرنا ان کی طرف اپنی پیٹھیں"۔

تشریح: اس آیت میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو حکم دے رہا ہے۔ کہ جب تم میدان جنگ میں ہو۔ تو پورے عزم واستقلال اور ہمت کیساتھ مقابلہ کرو حوصلہ نہ ہارو۔ صدق دل سے لڑو۔ اللہ تعالیٰ تمہارا حامی وناصر ہوگا۔ اور یاد رکھو! کہ جنگی چال کے علاوہ کبھی بھی پسپائی اختیار مت کرنا۔ ورنہ تم پر اللہ کا قہر نازل ہوگا۔

کیونکہ پسپائی اختیار کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

حالت جنگ میں مجاہدین اسلام کو دو باتوں کا خیال رکھنا ہے۔ یا تو جنگ جیت کر غازی بننا ہے۔ یا پھر مقابلہ کرتے کرتے جام شہادت نوش کرنا ہوتا ہے۔

(ب): وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى

ترجمہ: اور جب تم نے (آپؐ) پھینکی تو (یہ) تم نے ہیں۔ پھینکی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی''

تشریح: جنگ بدر کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو حکم دیا کہ کنکریوں کی مٹی لشکر کفار کی طرف پھینک دو۔ ایسا کرنے پر کفار کے آنکھوں کی نظر کمزور ہونے لگا۔ اور وہ بدحواس ہوگئے۔ اور اس بدحواسی اور بے چینی کے سبب کفار میدان جنگ میں زیادہ دیر نہ ٹھہر سکے۔ اور بھاگ گئے۔

اللہ تعالیٰ نبیؐ سے فرماتا ہے کہ اس میں اپکا کوئی کمال نہیں تھا۔ یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک معجزہ تھا۔ جسکی بدولت اللہ تعالیٰ کفر کی زور کو جڑ سے کاٹنا چاہتا تھا۔ اور مسلمانوں کو جنگ میں سرخرو کرنا چاہتا تھا۔ کہ پیغمبرؑ اللہ کا برگزیدہ بندہ ہوتا ہے اور اللہ اپنے پیغمبر کو مختلف معجزے عنایت فرماتا ہے۔ اس سے پیغمبر کی اہمیت بھی اُجاگر ہوتی ہے۔

(ج): وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَّلَوْ كَثُرَتْ

ترجمہ: ''اور نہ فائدہ پہنچائے گی۔ تمہیں تمہاری جماعت کچھ بھی چاہے انکی تعداد بہت زیادہ ہو''

تشریح: جنگ بدر کے موقع پر لشکر کفار کو اپنی تعداد اور وسائل پر بڑا غرور تھا۔ وہ سمجھ رہے تھے کہ 313 کی تعداد میں موجود مسلمانوں کی لشکر اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتی کیونکہ اس کی تعداد مسلمانوں سے کئی گنا زیادہ ہے۔ اور جنگی وسائل بھی بہت زیادہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے کافرو! اپنے وسائل اور تعداد پر غرور نہ کرو۔ اصل طاقت تو میری مرضی ہے۔ میں جیسے چاہوں طاقت دونگا۔ اور فتح سے ہمکنار کرونگا۔ میرے سامنے تعداد اور وسائل کوئی معنی نہیں رکھتے۔ میری مدد تقوی دار طبقے کے ساتھ ہوگی۔ اور مخالفین اسکے سامنے ریت کی دیوار ثابت ہوگی۔

السوال الخامس: مندرجہ ذیل میں ہر لفظ کے سامنے چار معنی دئیے گئے ہیں۔ جو زیادہ صحیح ہوں اس پر نشان لگائیں۔

(۱) یغشی کے معنی ہے۔

(الف) طاری کر دیتا ہے (ب) چھا جاتا ہے (ج) کہا جاتا ہے

(۲) النعاس کے معنی ہے۔

(الف) غنودگی (ب) خواب (ج) سونا (د) غنودہ ہونا

(۳) رجز الشیطٰن کے معنی ہے۔

(الف) شیطان سے نجات (ب) شیطان کی دوستی (ج) شیطان کی نجاست (د) شیطان

(۴) الاعناق کے معنی ہے۔

(الف) کمر (ب) ٹانگیں (ج) گردنیں (د) گلے

(۵) بنان کے معنی ہے۔

(الف) جوڑ جوڑ (ب) کلائی (ج) دماغ (د) بنیان

(۶) زحفا کے معنی ہے۔

(الف) لشکر کشی کی صورت میں (ب) لڑائی کی صورت میں

(ج) جھگڑے کی صورت میں (د) امن کی صورت میں

(۷) رمیت کے معنی ہے۔

(الف) تیر (ب) نشانہ (ج) تو نے پھینکا (د) تلوار سے مارا

(۸) موھن کے معنی ہے۔

(الف) طاقتور کرنے والا (ب) شکست دینے والا

(ج) کمزور کرنے والا (د) جادوگر

(۹) اے محمد ﷺ جس وقت تم نے ۔۔۔۔۔۔۔۔ پھینکی تھیں۔

(الف) پتھر (ب) کنکریاں (ج) ریت (د) مٹی

(۱۰) خدا تو ۔۔۔۔۔۔۔۔ کے ساتھ ہے۔

(الف) کفار (ب) بندوں (ج) مومنوں (د) انسانوں

جوابات:

۱۔ (الف)، ۲۔(الف)، ۳۔ (ج) ، ٤۔ (ج) ، ٥۔ (الف)

٦۔ (الف)، ۷۔ (ج) ، ۸۔ (ج) ، ۹۔ (د)، ۱۰۔ (ج)

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

اَلدَّرْسُ الْاَوَّلُ (ج)

سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ (آیات ۲۰ تا ۲۸)

يٰۤاَيُّهَا
اے

اے ایمان

الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْۤا	اَطِيْعُوا	اللّٰهَ	وَ	رَسُوْلَه‘
جو	ایمان لائے	اطاعت کرو	اللہ	اور	رسول اس کا

والو! خدا اور اس کے رسولؐ کے حکم پر چلو اور اس سے

وَ لَا تَوَلَّوْا	عَنْهُ	وَ اَنْتُمْ	تَسْمَعُوْنَ ﴿۲۰﴾	وَ لَا
اور تم منہ نہ پھیرو	سے اس	اور تم	تم سنتے ہو	اور نہ

روگردانی نہ کرو اور تم سنتے ہو اور ان لوگوں

تَكُوْنُوْا	كَالَّذِيْنَ	قَالُوْا	سَمِعْنَا	وَ هُمْ	لَا
تم ہو جاؤ	طرح جن	اُنہوں نے کہا	ہم نے سنا	اور وہ	نہیں

جیسے نہ ہونا جو کہتے ہیں کہ ہم نے (حکم خدا) سن لیا مگر (حقیقت میں)

يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۱﴾	اِنَّ	شَرَّ	الدَّوَآبِّ	عِنْدَ	اللّٰهِ
وہ سنتے	بیشک	بدترین	جانور	نزدیک	اللہ

نہیں سنتے ۔ کچھ شک نہیں کہ خدا کے نزدیک تمام جانداروں سے

الصُّمُّ	الْبُكْمُ	الَّذِيْنَ	لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۲۲﴾	وَ لَوْ
بہرے	گونگے	جو	عقل سے کام نہیں لیتے	اگر

بدتر بہرے گونگے ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے۔ اور اگر

عَلِمَ	اللّٰهُ	فِيْهِمْ	خَيْرًا	لَّاَسْمَعَهُمْ ؕ
معلوم ہوتا	اللہ	میں ان	بھلائی	ضرور سناتا ان کو

خدا ان میں نیکی (کا مادہ) دیکھتا تو ان کو سننے کی توفیق بخشتا۔

وَلَوْ	اَسْمَعَهُمْ	لَتَوَلَّوْا	وَّهُمْ	مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾
اور اگر	سناتا ان کو	ضرور وہ منہ پھیر جاتے	اور وہ	اعراض کرنے والے

اور اگر (بغیر صلاحیت ہدایت کے) سماعت دیتا تو وہ منہ پھیر کر بھاگ جاتے۔

يٰۤاَيُّهَا	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوا	اسْتَجِيْبُوْا	لِلّٰهِ
اے	جو	ایمان لائے	پکار پر لبیک کہو	لیے اللہ

مومنو خدا اور اس کے رسول کا حکم قبول کرو۔ جب کہ رسول خدا تمہیں

وَلِلرَّسُوْلِ	اِذَا	دَعَا	كُمْ	لِمَا	يُحْيِيْكُمْ ۚ
اور لئے رسول	جب	بلائے	تم کو	لیے جو	زندگی بخشتی ہے تم کو

ایسے کام کے لیے بلاتے ہیں جو تم کو زندگی (جاوداں) بخشتا ہے۔

وَاعْلَمُوْٓا	اَنَّ	اللّٰهَ	يَحُوْلُ	بَيْنَ	الْمَرْءِ	وَقَلْبِهٖ
اور جان رکھو	کہ	اللہ	حائل ہے	درمیان	آدمی	اور اس کا دل

اور جان رکھو کہ خدا آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہوجاتا ہے

وَاَنَّهٗٓ	اِلَيْهِ	تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾	وَاتَّقُوْا	فِتْنَةً
اور کہ وہ	طرف اس	تم کو جمع کیا جائے گا	بچو	فتنہ

اور یہ بھی کہ تم سب اس کے روبرو جمع کیے جاؤ گے۔ اور اس فتنے سے ڈرو

لَّا تُصِيْبَنَّ	الَّذِيْنَ	ظَلَمُوْا	مِنْكُمْ	خَآصَّةً ۚ
نہیں آئے گا	جن	ظلم کیا	سے تم	محض / خاص

جو خصوصیت کے ساتھ انہیں لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں گنہگار ہیں۔

وَاعْلَمُوْٓا	اَنَّ	اللّٰهَ	شَدِيْدُ	الْعِقَابِ ﴿۲۵﴾
اور جان رکھو	کہ	اللہ	سخت	سزا

اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے۔

وَاذْكُرُوْٓا	اِذْ	اَنْتُمْ	قَلِيْلٌ	مُّسْتَضْعَفُوْنَ
اور یاد کرو	جب	تم	تھوڑے	کمزور

اور (اس وقت کو) یاد کرو جب تم زمین (مکہ) میں قلیل اور ضعیف سمجھے جاتے

فِي	الْاَرْضِ	تَخَافُوْنَ	اَنْ	يَّتَخَطَّفَكُمُ	النَّاسُ
میں	زمین	تم ڈرتے تھے	کہ	اُچک لیں تمہیں	لوگ

تھے اور ڈرتے رہتے تھے کہ لوگ تمہیں اُڑا نہ لے جائیں (یعنی بے جان و مال

فَاٰوٰىكُمْ	وَ اَيَّدَكُمْ	بِنَصْرِهٖ	وَ رَزَقَكُمْ
پھر جائے پناہ دی تم کو	حمایت کی تمہاری	سے مدد اس کی	اور رزق دیا تم کو

نہ کردیں) تو اس نے تم کو جگہ دی۔ اور اپنی مدد سے تم کو تقویت بخشی اور

مِّنَ	الطَّيِّبٰتِ	لَعَلَّكُمْ	تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۶﴾
سے	اچھی چیزیں	تاکہ تم	شکرگزار بنو

پاکیزہ چیزیں کھانے کو دیں تاکہ (اس کا) شکر کرو۔

يٰٓاَيُّهَا	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	لَا تَخُوْنُوا	اللّٰهَ	وَ الرَّسُوْلَ
اے	جو	ایمان لائے	تم خیانت نہ کرو	اللہ	اور رسول

اے ایمان والو! نہ تو خدا اور رسول کی امانت میں خیانت کرو اور

وَ تَخُوْنُوْٓا	اَمٰنٰتِكُمْ	وَ اَنْتُمْ	تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۷﴾
خیانت نہ کرو	امانتوں تم	اور تم	تم جانتے ہو

نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو اور تم (ان باتوں کو) جانتے ہو۔

وَاعْلَمُوْٓا	اَنَّمَآ	اَمْوَالُكُمْ	وَ اَوْلَادُكُمْ
اور جان رکھو	کہ	مال تمہارا	اولاد تمہاری

اور جان رکھو کہ تمہارا مال اور اولاد بڑی

فِتْنَةٌ ۙ	وَّاَنَّ	اللّٰهَ	عِنْدَہٗ	ہٗ	اَجْرٌ	عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾
آزمائش	اور یہ کہ	اللہ	پاس	اس	اجر	عظیم

آزمائش ہے۔ اور یہ کہ خدا کے پاس (نیکیوں کا) بڑا ثواب ہے۔

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيبُ

(۱) شَرَّالدَّوَآبِّ : (بدترین قسم کے جانور)

تشریح :ان الفاظ کے معنی ہے بدترین قسم کے جانور۔لیکن یہاں اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو سنتے ہیں، دیکھتے ہیں اور بول بھی سکتے ہیں لیکن پھر بھی وہ راہ راست پر نہیں آتے اور احمقوں کی طرح رویہ اپناتا ہے۔تو اس طرح کے لوگوں کو بدترین قسم کے جانوروں سے تشبیہہ دی گئی ہے۔مراد کفار اور منافقین ہیں۔

(۲) اِسْتَجِيْبُوا : (حکم مانو، پکار کا جواب دو)

تشریح: یہ الفاظ اطاعت خدا اور رسولؐ کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ اور اس کی رسولؐ کی اطاعت کرو اور تفرقہ نہ کرو۔ورنہ ذلیل وخوار ہو جاؤ گے۔

(۳) يَحُوْلُ : (حائل ہوتا ہے)

تشریح :اس لفظ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کو اس کے شہ رگ سے بھی قریب ہے اور انسان ہر وقت اللہ تعالیٰ کے گرفت میں ہے۔وہ انسان کے ساتھ جو کچھ بھی کرنا چاہے اور جس وقت کرنا چاہے کرسکتا ہے۔

(۳) مُسْتَضْعَفُوْنَ : (مغلوب، بے زور، کمزور)

تشریح :یہ لفظ مسلمانوں کی مکی زندگی کی ابتدائی مشکلات، شدائد وخطرات کی عکاسی کرتی ہے۔اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو یاد دلاتا ہے کہ ابتداء میں آپ لوگ کس قدر کمزور تھے اور ہجرت کرنے پر مجبور تھے۔ اب اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو کس قدر طاقتور بنا دیا ہے کہ لشکر کفار آپ کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔

(۴) يَتَخَطَّفُ : (وہ اُچک لے جائے، اُڑا لے)

تشریح :اس لفظ کا اشارہ بھی مسلمانوں کی مکی زندگی کی ابتدائی دور کی طرف ہے۔اس دور میں مسلمان اتنے کم تھے کہ اُنہیں ڈر تھا کہ کہیں کفار اس کو صفحۂ ہستی سے مٹا نہ دیں۔

(۵) لَا تَخُوْنُوْا : (تم خیانت نہ کرو)

تشریح :اس لفظ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کی رسولؐ کی اطاعت کرو۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ فرائض کی بجا آوری میں کمی بیشی نہ کرو۔اس طرح سنت رسولؐ کے بجا آوری میں بھی کوتاہی نہ برتو۔خلوت وجلوت میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔

اَلتَّمَارِیْنُ (مشق)

السوال الاول (پہلا سوال): شَرَّالدَّوَآبِّ سے کیا مراد ہے؟

الجواب: شَرَّ الدَّوَآبِّ کے معنی ہے بدترین قسم کے جانور۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو سننے، بولنے، سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت عطا کی ہے۔ اب اگر انسان اللہ تعاولیٰ کی طرف سے عنایت کردہ نعمتوں سے فائدہ نہ اُٹھائے اور اپنی حواس خمسہ کو نیک اور فلاحی کاموں میں استعمال نہ کریں تو یہ بہت بدبخت اور بے کار انسان ہے۔ اس وجہ سے ایسی شخص کو بدترین قسم کی جانور سے تشبیہہ دی گئی ہے۔ ایسے لوگ انسانیت کے اعلیٰ درجے سے گر کر حیوانیت کے پست درجے پر آجاتے ہیں۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍO ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَO سے بھی یہی مراد ہے۔

السوال الثانی (دوسرا سوال): ان آیات میں خیانت سے کیا مراد ہے؟

الجواب: ان آیات میں خیانت سے مراد یہ ہے کہ اللہ اور رسول ﷺ کی تعلیمات پر عمل کیا جائے اور اس میں کوتاہی نہ برتی جائے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خیال رکھا جائے۔ مالی امانت میں خیانت نہ کی جائے، رازداری میں خیانت نہ کی جائے، ایفائے عہد میں خیانت نہ کی جائے، فرائض کی بجاآوری میں خیانت نہ کی جائے، یہی اطاعت خدا اور اطاعت رسول ﷺ ہے۔

السوال الثالث (تیسرا سوال): مندرجہ ذیل عبارات کا مفہوم بیان کیجئے؟

(الف): وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ هُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۔

(ب): اِنَّ شَرَّالدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ۔

(ج): وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ قَلْبِهٖ۔

(د): وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً۔

(ہ): وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ۔

الجواب: (الف) وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ هُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۔

ترجمہ: ''اور ان لوگوں جیسے نہ ہونا جو کہتے ہیں کہ ہم نے (خدا کا حکم) سن لیا مگر (حقیقت میں)

نہیں سنتے ہیں''۔

تشریح : کافرلوگ اسلام کی بات کبھی بھی غور سے نہیں سنتے۔ایک کان سے سن کردوسرے کان سے نکال دیتے ہیں۔غور سے اور سنجیدگی کے ساتھ سننے والے ہمیشہ مثبت سوچ رکھتے ہیں۔اللہ تعالیٰ مؤمنوں سے فرماتے ہیں کہ دین کی بات کو سنجیدگی کے ساتھ سن لیا کرو۔اور اس پر عمل کیا کرو۔کافروں کی طرح ایک کان سے سن کردوسرے کان سے بات کو نہ نکال دیا کرو۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:''اے مؤمنو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرو۔اس کے پیغام کو ہوش سے سنو اور اس پر عمل کرو اور ان منافقوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو قرآن مجید اور نبی ﷺ کی باتیں سنتے ہیں مگر حقیقت میں نہیں سنتے ہیں''۔یعنی ان پر عمل نہیں کرتے ہیں۔

الجواب:(ب): اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ۔

ترجمہ: ''بیشک خدا کے نزدیک تمام جانداروں سے بدتر بہرے گونگے لوگ ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے''۔

تشریح :اللہ تعالیٰ نے انسان کو حواس خمسہ عنایت فرمائے ہیں تاکہ انسان دیکھ سکے، سن سکے، چھو سکیں، چل سکیں، چکھ سکیں۔اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین دماغ دیئے ہین۔تاکہ انسان ان نعمتوں کی بدولت اچھے اور بُرے میں تمیز کرسکیں اور کامیاب زندگی کی راز جان سکیں۔اب ایسا انسان جو ان نعمتوں کے باوجود اچھے اور بُرے میں تمیز کرنا بھی نہیں چاہتا اور لاپرواہی کا مظاہرہ کرتا ہے تو ایسے انسان کی مثال بدترین جانور جیسا ہے جو کبھی بھی کسی کا خیرخواہ نہیں ہوتا۔ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ سخت وعید سناتا ہے۔ایسے شخص کے لئے دونوں جہانوں میں تباہی و بربادی ہے۔

الجواب:(ج): وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ قَلْبِهٖ۔

ترجمہ: ''اور خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ (کا حکم) حائل ہوجاتا ہے انسان اور اس کے دل کے درمیان''۔

تشریح :اللہ تعالیٰ انسان کے دل کے رازوں سے اتنا واقف ہے کہ آدمی خود تو اپنے دل کے رازوں سے غافل ہوسکتا ہے مگر اللہ تعالیٰ ناواقف نہیں ہوسکتا۔اللہ تعالیٰ دل کے ارادوں کو خوب جانتا ہے۔اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی کامل قدرت اور انسان کے دل پر اللہ تعالیٰ کے پورا پورا قابو ہونے کی تصویر کشی کی گئی ہے۔اللہ تعالیٰ ایسا ذات کامل ہے کہ وہ انسان کے عزت کو شکست دینے اور مقصد کو بدل دینے پر

کامل قدرت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کو نیک بنانا چاہتا ہے تو وہ انسان اور گناہ کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ اس طرح انسان گناہ کرنے سے بچ جاتا ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ جس کو گمراہ کرنا چاہتا ہے تو وہ انسان اور ایمان کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ اس طرح انسان کو ایمان نصیب نہیں ہو جاتا۔ پس ہمیں چاہیے کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کریں اور اپنے مغفرت کی دُعائیں مانگتے رہیں۔

الجواب: (د): وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً۔

ترجمہ: ''اور ڈرو اس فتنہ سے جو اگر برپا ہو گیا تو صرف اُنہیں ہی نہیں پہنچے گا جنھوں نے ظلم کیا بلکہ غیر ظالم بھی اس کی زد میں آجائیں گے''۔

تشریح: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بعض عذاب ایسے دردناک ہوتے ہیں کہ جب میں اِسے کسی قوم پر نازل کرتا ہوں تو بُرے اور اچھے سب اس کے زد میں آجاتے ہین۔ مثلاً جس قوم میں بے حیائی اور فسق کا بازار گرم ہو اور سرِعام اسلامی احکامات کی دھجیاں اُڑائی جاتی ہوں اور بااثر لوگ ان گنہگاروں کو بدی سے نہ روکیں تو یہ ایک فتنہ ہے جس کا وبال پوری قوم کو اُٹھانا پڑتا ہے یعنی نیک اور بُرے سب عذاب کی زد میں آجاتے ہیں۔ اس طرح جب کوئی قوم میدان جہاد سے فرار اختیار کرتے ہیں اور ترک جہاد شروع کرتے ہیں اور دنیاوی زندگی کو سب کچھ پر فوقیت دینا شروع کرتے ہیں تو ایسی قوم پر اللہ تعالیٰ کی عذاب نازل ہو جاتی ہے۔ اور پوری قوم غلامی کی زنجیروں میں جکڑ جاتی ہے۔ اور غلامی اور رسوائی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

الجواب: (ہ): وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ لا وَّ اَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ اَجْرٌ عَظِيْمٌ۔

ترجمہ: ''اور خوب جان لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد (سب) آزمائش ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ کے پاس اجرِ عظیم ہے''۔

تشریح: انسانی فطرت میں یہ بات شامل ہے کہ وہ مال و دولت اور اولاد سے محبت رکھتے ہیں۔ اب ہر انسان کے لئے اس کا مال اور اولاد آزمائش ہیں۔ اگر انسان مال و دولت کو صحیح اور حلال طریقے سے کمائیں تو اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہو جاتا ہے اور اس کے مال میں برکت ڈالتا ہے۔ اگر یہ انسان حرام کی مال کمائے یا زکوٰۃ دینے سے انکار کرے تو اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے اور اس انسان کے مال و دولت

میں برکت نہیں رہتی اور آخرت میں یہ حرام مال مالک کے لئے وبال بن جاتی ہے۔ اس طرح اولاد بھی والدین کے لئے آزمائش ہے۔ اگر والدین اپنے اولاد کی صحیح پرورش کریں اور صحیح تعلیم سے آراستہ کریں اور اولاد اچھے اور بُرے میں تمیز کرنے کے قابل بن سکے تو اللہ تعالیٰ خوش ہو جاتا ہے اور اگر اولاد کی صحیح پرورش نہ ہو جائے اور اولاد بے راہ روی اختیار کرے اور حرام کے پیچھے لگ جائے تو اس کا خمیازہ والدین کو بھگتنا پڑے گا۔ پس انسان کو چاہئے کہ حرام کی کمائی سے اجتناب کریں اور اولاد کی صحیح پرورش کرے۔

السوال الرابع: مندرجہ ذیل میں ہر لفظ کے سامنے چار معنی دئیے گئے ہیں۔ جو زیادہ صحیح ہوں اس پر نشان لگائیں۔

(۱) شَرَّالدَّوَآبِّ کے معنی:

(الف) اچھی قسم کے جانور (ب) بدترین قسم کے جانور

(ج) شرپسند جانور (د) دجال

(۲) اِسْتَجِیْبُوْا کے معنی:

(الف) حکم مانو (ب) تسلیم کرو (ج) قبول کرو (د) مانو

(۳) یحول کے معنی:

(الف) رکاوٹ (ب) حائل ہوتا ہے (ج) مانتا ہے (د) کاٹتا ہے

(۴) مستضعفون کے معنی:

(الف) مغلوب (ب) غالب (ج) متوسط (د) ضعیف

(۵) یتحطف کے معنی:

(الف) دبوچ لیں (ب) وہ اچک لیں (ج) چھین لیں (د) ختم کریں

(۶) لا تخونوا کے معنی:

(الف) بددیانتی نہ کرو (ب) تم خیانت نہ کرو (ج) قیادت نہ کرو (د) غصہ نہ کرو

(۷) اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہے۔

(الف) غائب (ب) حائل (ج) حاضر (د) داخل

(۸) تمہارا مال اور اولاد بڑی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے۔

(الف) آزمائش (ب) ستائش (ج) عنایت (د) رحمت

(۹) مسجد حرام کے متولی تو صرف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے۔

(الف) قریش (ب) مکہ والے (ج) پرہیزگار (د) مسلمان

(۱۰) عقاب کے معنی ہے۔

(الف) باز (ب) شاہین (ج) عذاب (د) دردناک

جوابات:

۱۔ (ب)، ۲۔(الف)، ۳۔ (ب) ، ٤۔ (الف) ، ٥۔ (ب)

٦۔ (ب)، ۷۔ (ب) ، ۸۔ (الف) ، ۹۔ (ج)، ۱۰۔ (ج)

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

اَلدَّرْسُ الثَّانِیْ (الف)

سُوْرَۃُ الْاَنْفَالُ (آیات ۲۹ تا ۳۷)

يٰاَيُّهَا	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْٓا	اِنْ	تَتَّقُوا	اللّٰهَ
اے	جو	ایمان لائے	اگر	تم ڈرتے رہو	اللہ

مومنو! اگر تم خدا سے ڈرو گے تو وہ تمہارے لئے امر فارق

يَجْعَلْ	لَّكُمْ	فُرْقَانًا	وَّيُكَفِّرْ	عَنْكُمْ
بنادے گا	لئے تم	کسوٹی	اور وہ دور کردے گا	سے تم

پیدا کردے گا۔ (یعنی تم کو ممتاز کردے گا) اور تمہارے

سَيِّاٰتِكُمْ	وَيَغْفِرْ	لَكُمْ ط	وَاللّٰهُ	ذُوالْفَضْلِ
برائیاں تمہارے	اور وہ معاف کرے گا	لئے تم	بیشک اللہ	والا فضل

گناہ مٹادے گا اور تمہیں بخش دے گا اور خدا بڑے فضل والا ہے

الْعَظِيْمِ	وَاِذْ يَمْكُرُ	بِكَ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا
بڑے	اور یاد کرو جب تدبیر کر رہے تھے	آپ کے خلاف	وہ لوگ	کفار

اور اس واقعہ کا بھی ذکر کیجئے جب کافر لوگ آپ کے

لِيُثْبِتُوْكَ	اَوْ	يَقْتُلُوْكَ	اَوْ	يُخْرِجُوْكَ ط
تاکہ قید کردیں تم کو	یا	قتل کردیں تم کو	یا	نکال دیں تم کو

بارے میں چال چلا رہے تھے کہ تم کو قید کریں یا جان سے مار ڈالیں یا (وطن سے) نکال دیں

وَيَمْكُرُوْنَ	وَيَمْكُرُ	اللّٰهُ ط	وَاللّٰهُ	خَيْرُ	الْمٰكِرِيْنَ ﴿۳۰﴾
اور وہ چالیں چل رہے تھے	اور چال چلاتا ہے	اللہ	اور بیشک اللہ	بہتر	چال چلنے والے

تو (ادھر تو) وہ چال چل رہے تھے اور (ادھر) خدا چال چلا رہا تھا اور خدا سب سے بہتر چال چلانے والا ہے۔

وَاِذَا	تُتْلٰى	عَلَيْهِمْ	اٰيٰتُنَا	قَالُوْا	قَدْ	سَمِعْنَا
اور جب	پڑھی جاتی ہیں	پران	آیات ہماری	وہ کہتے ہیں	تحقیق	ہم نے سنا

اور جب ان کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں (یہ کلام) ہم نے سن لیا ہے

لَوْ	نَشَآءُ	لَقُلْنَا	مِثْلَ	هٰذَا	اِنْ	هٰذَآ	اِلَّآ
اگر	ہم چاہتے	ضرور ہم کہتے	طرح	یہ	اگر	یہ	مگر

اگر ہم چاہیں تو اسی طرح کا (کلام) بھی کہہ دیں اور یہ ہے ہی

اَسَاطِيْرُ	الْاَوَّلِيْنَ ﴿٣١﴾	وَ اِذْقَالُوا	اللّٰهُمَّ	اِنْ	كَانَ
کہانیاں	پہلے لوگ	اور جب اُنہوں نے کہا	اے اللہ	اگر	ہے

کیا صرف اگلے لوگوں کی حکایتیں ہیں اور جب اُنہوں نے کہا کہ اے خدا اگر یہ قرآن

هٰذَا	هُوَا	الْحَقَّ	مِنْ	عِنْدِكَ	فَاَمْطِرْ	دعَلَيْنَا
یہ	وہ	حق	سے	پاس اطرف تیری	پس برسا	پر ہم

تیری طرف سے برحق ہے۔ تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا دے

حِجَارَةً	مِّنَ	السَّمَآءِ	اَوِ	ائْتِنَا	بِعَذَابٍ
پتھر	سے	آسمان	یا	لاؤ ہم	ساتھ عذاب

ان کے لیے کونسی وجہ ہے کہ وہ انہیں عذاب نہ دے

اَلِيْمٍ ﴿٣٢﴾	وَمَا	كَانَ	اللّٰهُ	لِيُعَذِّبَهُمْ
دردناک	اور نہ	تھا	اللہ	تاکہ عذاب دے ان کو

کہ جب تک تم ان میں تھے اُنہیں عذاب دیتا اور نہ ایسا تھا

وَاَنْتَ	فِيْهِمْ ط	وَمَا	كَانَ	اللّٰهُ	مُعَذِّبَهُمْ	وَهُمْ
اور تو	میں ان	اور نہ	ہے	اللہ	عذاب دینے والا ان کو	اور وہ

کہ وہ بخشش مانگیں اور انہیں عذاب دے اور (اب)

يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۳۳﴾	وَ مَا	لَهُمْ	اَلَّا	يُعَذِّبَهُمُ
استغفار کر رہے ہیں	اور کیوں / کیا	لئے ان	کہ نہ	عذاب دیتا ان کو

یا کوئی اور تکلیف دینے والا عذاب بھیج اور خدا ایسا نہ تھا

اللّٰهُ	وَ هُمْ	يَصُدُّوْنَ	عَنِ	الْمَسْجِدِ	الْحَرَامِ
اللہ	اور وہ	روکتے ہیں	سے	مسجد	حرام

جبکہ وہ مسجد حرم (میں نماز پڑھنے) سے روکتے ہیں اور وہ اس مسجد کے متولی بھی نہیں

وَ مَا	كَانُوْٓا	اَوْلِيَآءَهٗ ط	اِنْ	اَوْلِيَآؤُهٗٓ
اور نہیں	وہ ہیں	والی اس کے	نہیں	والی اس کے

اس کے متولی تو صرف پرہیزگار ہیں

اِلَّا	الْمُتَّقُوْنَ	وَ لٰكِنَّ	اَكْثَرَ	هُمْ	لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾
مگر	اہل تقویٰ	اور لیکن	اکثر	ان	وہ جانتے نہیں

لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے

وَ مَا	كَانَ	صَلَاتُهُمْ	عِنْدَ	الْبَيْتِ
اور نہیں	ہے	صلوٰۃ ان کی	پاس	(گھر) خانہ کعبہ

اور ان لوگوں کی نماز کعبہ اللہ کے پاس سیٹیاں

اِلَّا	مُكَآءً	وَّ تَصْدِيَةً ط	فَذُوْقُوا	الْعَذَابَ
سوا	سیٹیاں بجانا	تالیاں پیٹنا	پس چکھو	عذاب

اور تالیاں بجانے کے سوا کچھ نہ تھی تو تم جو کفر کرتے تھے اب اس کے بدلے عذاب (کا مزہ) چکھو۔

بِمَا	كُنْتُمْ	تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۵﴾	اِنَّ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا

اس لئے کہ	تم تھے	کفر کرتے	بیشک	وہ جو	اُنہوں نے کفر کیا

اسلئے کہ تم کفر کرتے تھے، بے شک جو لوگ منکر ہیں

يُنْفِقُوْنَ	اَمْوَالَهُمْ	لِيَصُدُّوْا	عَنْ	سَبِيْلِ	اللّٰهِ
وہ خرچ کرتے ہیں	اموال ان کے	تا کہ روکیں	سے	راہ	اللہ

وہ اپنا مال اس لئے خرچ کرتے ہیں کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکیں

فَسَيُنْفِقُوْنَهَا	ثُمَّ	تَكُوْنُ	عَلَيْهِمْ	حَسْرَةً	ثُمَّ
پس ضرور وہ خرچ کرتے رہیں گے ان کو	پھر	ہوں گی	پر ان	پچھتاوہ	پھر

اب تو وہ خرچ کریں گے پھر ان کے لئے (موجب) افسوس ہوگا

يُغْلَبُوْنَ	وَالَّذِيْنَ	كَفَرُوْٓا	اِلٰى	جَهَنَّمَ
مغلوب ہوں گے	اور وہ جو	اُنہوں نے کفر کیا	طرف	جہنم

اور ہو مغلوب ہو جائیں گے۔ اور کافر لوگ دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے

يُحْشَرُوْنَ ﴿٣٦﴾	لِيَمِيْزَ	اللّٰهُ	الْخَبِيْثَ	مِنَ	الطَّيِّبِ
وہ جمع کئے جائیں گے	تا کہ الگ کردے	اللہ	گندگی	سے	(پاکیزگی)

تا کہ خدا ناپاک کو پاک سے الگ کردے، اور ناپاک کو

وَيَجْعَلَ	الْخَبِيْثَ	بَعْضَهٗ	عَلٰى	بَعْضٍ	فَيَرْكُمَهٗ
اور رکھے	گندگی	بعض اس	پر	بعض	پس جمع کرے اس کو

ایک دوسرے پر رکھ کر ایک ڈھیر بنا دے، پھر اس کو

جَمِيْعًا	فَيَجْعَلَهٗ	فِيْ	جَهَنَّمَ ؕ	اُولٰٓئِكَ	هُمُ	الْخٰسِرُوْنَ ﴿٣٧﴾
سب	پس ڈال دے اس کو	میں	جہنم	یہ (لوگ)	وہ	خسارہ پانے والے

دوزخ میں ڈال دے۔ یہی لوگ خسارہ پانے والے ہیں۔

اَلْکَلِمَاتُ وَالتَّرَاکِیْبُ

(۱) یُثْبِتُوْا : (وہ قید کر دیں)

تشریح: جب مشرکین مکہ کو پتہ چلا کہ نبیؐ مدینہ تشریف لے جانے والے ہیں تو وہ بہت فکر مند ہوئے کہ نبیؐ وہاں جا کر منظم گروہ تشکیل دیں گے۔ جو مستقبل میں ہمارے لئے خطرہ بنے گا۔ لہٰذا ایک فریق نے یہ رائے دی کہ نبیؐ کو قید کر دیا جائے تا کہ وہ کہیں بھی نہ جا سکے۔

(۲) اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ (پہلوں کی کہانیاں):

تشریح: جب مشرکین مکہ کو آیاتِ الٰہی سنائی جاتی تھیں تو وہ کہتے تھے کہ اس میں کوئی نئی بات تو نہیں یہ تو وہ پرانی کہانیاں ہیں جو پہلے لوگ کہتے چلے آ رہے ہیں۔

(۳) مُکَآءً (سیٹیاں):

تشریح: قریش مکہ خانہ کعبہ میں جب طواف کرتے تھے تو وہ حضورؐ کا مذاق اُڑاتے تھے۔ اور مسخرے کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قریش مکہ کی عبادت اور ذکر اذکار محض سیٹی کے مانند ہے۔ ان کی عبادت قابل قبول نہیں۔ اور یہ عذاب الیم میں مبتلا ہوں گے۔

(۴) تَصْدِیَۃً (تالیاں):

تشریح: قریش مکہ جب خانہ کعبہ میں طواف کرتے تھے تو وہ مسلمانوں کا مذاق اُڑاتے تھے۔ سیٹیاں اور تالیاں بجاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر سخت وعید سناتا ہے۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔

(۵) فَیَرْکُمَہٗ (وہ جمع کرے اسے):

تشریح: اس لفظ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مذاق کرنے والے قریش مکہ کو مسلمانوں سے جدا کرے گا۔ اور ان سب کو آپس میں جمع کر کے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ جبکہ مسلمانوں کو جنت عنایت فرمائے گا۔

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

اَلتَّمَارِيْنُ (مشق)

السوال الاول (پہلا سوال): اس سبق میں تقویٰ کے کیا انعامات بیان ہوئے ہیں؟

الجواب: تقویٰ کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور گناہوں سے اپنے آپ کو بچانا۔ اس سبق میں تقویٰ کے جو انعامات بیان ہوئے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

(۱) پرہیزگار یعنی متقی لوگوں کو اللہ تعالیٰ نعمت فرقان عنایت فرماتا ہے۔ یعنی متقی لوگوں میں حق و باطل میں تمیز کرنے والی ایک قلبی بصیرت پائی جاتی ہے۔

(۲) پرہیزگار لوگوں پر اللہ تعالیٰ بہت مہربان ہوتا ہے۔ اگر عالم غفلت میں ان سے کوئی خطا سرزد ہوجائے تو اللہ تعالیٰ اپنے کرم کی چادر سے اُسے ڈھانپ لیتا ہے اور کسی کو بھی ان کی خبر تک نہیں ہوتی۔

(۳) ہر پرہیزگار لوگوں پر اللہ تعالیٰ اس قدر مہربان ہوتا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے خطائیں معاف فرمائے گا۔ اور ان کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

السوال الثانی (دوسرا سوال): وَ اِذۡ یَمۡکُرُ بِکَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا میں کس واقعہ کی طرف اشارہ ہے؟

الجواب: جب صحابہ کرامؓ نے مدینہ ہجرت کی تو وہاں کے لوگ جوق در جوق مسلمان ہونے لگے۔ یہ دیکھتے ہوئے مشرکین مکہ سخت تشویش میں مبتلا ہو گئے۔ اُنہیں ڈر تھا کہ اگر حضور بھی مدینہ چلے گئے تو پھر وہاں اسلام تیزی کے ساتھ پھیلتا جائے گا اور ہمارے لئے خطرہ بنے گا۔ اس سلسلے میں مشرکین مکہ کا ایک اجلاس دارالندوہ میں منعقد ہوا جس میں یہ فیصلہ کرنا تھا کہ نبیؐ کے ساتھ کیا کیا جائے۔ کسی نے قید کرنے کا مشورہ دیا تو کسی نے ملک بدر کرنے کا۔ جبکہ ابوجہل نے مشورہ دیا کہ نبیؐ کو اگر شہید کیا جائے تو سارا قصہ ہی ختم ہو جائے۔ سارے قبیلوں نے ابوجہل کی اس رائے سے اتفاق کیا۔ اس سازش کے تحت ہر قبیلے سے ایک ایک نوجوان منتخب کیا گیا۔ اور ان نوجوانوں کو خبردار کیا گیا کہ جونہی نبیؐ نماز کے لئے گھر سے باہر تشریف لے آئیں تو آپ سب بیک وقت آپؐ پر حملہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی اس سازش کو ناکام بنانے کے لئے آپ ﷺ کو ہجرت مدینہ کا حکم دیا۔ دی گئی آیت میں مشرکین مکہ کی اسی

سازش کی طرف اشارہ ہے

السوال الثالث (تیسرا سوال): کفار کے مطالبے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب کیوں نازل نہ کیا؟

الجواب: حضورؐ سے پہلے کئی پیغمبروں کے قوموں پر عذاب نازل ہو چکے تھے۔ چونکہ حضورؐ اللہ کے آخری نبیؐ ہیں اور اسلام آخرت تک آخری اور کامل مذہب ہے۔ لہٰذا حضورؐ کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ اس قوم کو تباہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ ابھی نبیؐ نے بہت سارا کرم کرنا تھا۔ اور پورے سرزمین عرب اور دنیا کے کونے کونے تک اسلام کی روشنی پہنچانا تھا۔ اس کے علاوہ مکہ شریف میں اور بھی بہت سے پرہیزگار لوگ موجود تھے۔ حضورؐ اور ان پرہیزگار لوگوں کی موجودگی کی خاطر مشرکین مکہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ گئے۔ اگر حضورؐ اور پرہیزگار لوگ سرزمین عرب پر نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان مشرکین مکہ کو اس طرح نیست و نابود کرتے جس طرح ماضی کے دوسرے اقوام کے ساتھ ہو چکا تھا۔ کفار مکہ پر ان کے مطالبے کے باوجود عذاب نہ آنے کا ایک وجہ تو حضور ﷺ کی بڑی شان اور عزت تھی کہ آپ ﷺ کے ہوتے ہوئے ان پر عذاب نہ آتا اور ایک وجہ خود کفار کے گناہوں کے باوجود ان کی بعض نیکیاں تھے۔ مثلاً حج کرنا، حاجیوں کو پانی پلانا وغیرہ اور غُفْرَانَكَ کہتے رہنا۔

السوال الرابع (چوتھا سوال): مندرجہ ذیل عبارات کا مفہوم واضح کریں؟

(**الف**): وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ۔

(**ب**): اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ۔

الجواب: (**الف**): وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ۔

ترجمہ: ”اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دینے والا نہیں کہ ان کے اندر آپؐ موجود ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان

کوعذاب دینے والانہیں ایسی حالت میں کہ وہ استغفار بھی کرتے رہتے ہیں"۔

تشریح: مشرکین مکہ اکثر کہا کرتے تھے کہ اگر واقعی دین اسلام سچا مذہب ہے اور رسول اللہؐ کے سچے نبیؐ ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ ہم پر عذاب نازل کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "میں نے اس پر عذاب اس وجہ سے نازل نہیں کیا کہ ان لوگوں کے شہر میں نبیؐ بھی موجود ہیں۔ جو کہ میرا پیارا اور آخری پیغمبرؐ ہے۔ اور اس کے ذریعے بھی دین کی بہت خدمت کرنا باقی ہے۔ اور اس کے علاوہ ان میں بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو کہ طواف کعبہ بھی کرتے ہیں اور مغفرت کی دُعا بھی کرتے رہتے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ پیارے پیغمبرؐ اور دُعا طلب لوگوں کی موجودگی کی بناء پر میرا عذاب نازل نہیں ہو رہا۔ اگر پیغمبرؐ کی خاطر نہ ہوتی تو میں اس کو نیست و نابود کرتا۔

الجواب: (**ب**) : اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِیَصُدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِؕ فَسَیُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَیْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ یُغْلَبُوْنَ ۔

ترجمہ: "بیشک کافر خرچ کرتے ہیں اپنے مال تا کہ روکیں (لوگوں کو) اللہ تعالیٰ کی راہ سے اور یہ آئندہ بھی اسی طرح خرچ کریں گے۔ پھر ہو جائے گا یہ خرچ کرنا ان کے لئے باعث حسرت و افسوس۔ پھر وہ مغلوب کر دیئے جائیں گے"۔

تشریح: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کافر لوگ دین اسلام کی راہ میں طرح طرح کے روکاوٹیں ڈال رہے ہیں۔ لوگوں پر بے تحاشہ روپے خرچ کر رہے ہیں تا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف آواز بلند کر سکیں لیکن ان کے اس بے پناہ اخراجات کے باوجود دین اسلام کی شمع روشن رہے گی اور اسلام کا دائرہ وسیع تر ہو جائے گا۔ اور کافر مغلوب ہو جائیں گے اور مسلمان غالب آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت مسلمانوں کے ساتھ ہوگی۔ فرشتے مسلمانوں کی مدد کے لئے لگا تار آتے رہیں گے، دشمنانِ حق ذلیل و خوار ہوں گے اور آخرت میں عذابِ الیم میں مبتلا ہوں گے۔ وہ اپنے کئے پر بہت پچھتائیں گے لیکن پھر اس موڑ پر اس کے لئے مغفرت کی کوئی گنجائش نہیں ہوگی۔

السوال الخامس: مندرجه ذیل میں هر لفظ کے سامنے چار معنی دئیے گئے هیں۔ جو زیادہ صحیح هوں اس پر نشان لگائیں۔

(۱) یثبتوا کے معنی:

(الف) وہ آزاد کردیں (ب) وہ قید کردیں (ج) وہ ثابت کردیں (د) آگے چلیں

(۲) مُکاء کے معنی:

(الف) تالی (ب) سیٹیاں (ج) شور (د) کمے دینا

(۳) فَیَرْکُمَه' کے معنی:

(الف) توڑدے اسے (ب) خریدے اسے

(ج) وہ جمع کرے اسے (د) صدقہ کریں

(۴) اے پیغمبر ﷺ کفار سے کہہ دو کہ اگر وہ اپنے۔۔۔۔۔۔۔۔ سے باز آجائیں تو جو ہو چکا وہ انہیں معاف کردیا جائے گا۔

(الف) کردار (ب) افعال (ج) گناہوں (د) کاموں

(۵) ان لوگوں سے لڑتے رہو یہاں تک کہ۔۔۔۔۔۔۔۔ باقی نہ رہے۔

(الف) فتنہ (ب) کفار (ج) قریش (د) مشرک

(۶) مال غنیمت میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حصہ خدا کا اور اس کے رسول ﷺ کا، اور اہل قرابت کا اور یتیموں کا اور محتاجوں کا اور مسافروں کا ہے۔

(الف) چھٹا حصہ (ب) آدھا حصہ (ج) پانچواں حصہ (د) تیسرا حصہ

(۷) یمکر کے معنی:

(الف) مکر جانا (ب) تدبیر کرنا (ج) تقریر کرنا (د) انکار کرنا

(۸) حجر کے معنی:

(الف) ریت (ب) پتھر (ج) مٹی (د) پہاڑ

(۹) فرقان کے معنی ہے:

(الف)فیصلہ (ب)ایک لڑکا (ج)عذاب (د)فرق

(۱۰) اساطیر کے معنی ہیں:

(الف)کہانی (ب)کردار (ج)سطور (د)قدیم

جوابات:

۱۔(ب)، ۲۔(ب)، ۳۔ (ج)، ٤۔ (ج) ، ٥۔ (الف)

٦۔(ج)، ۷۔(ب)، ۸۔(ب)، ۹۔(الف)، ۱۰۔(الف)

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

اَلدَّرْسُ الثَّانِيْ (ب)

سُوْرَةُ الْاَنْفَالُ (آیات ۳۸ تا ۴۴)

قُلْ	لِّلَّذِيْنَ	كَفَرُوْٓا	اِنْ	يَّنْتَهُوْا	يُغْفَرْ
کہو	لئے جن	کفر کیا	اگر	وہ باز آجائیں	معاف کردیا جائے گا

(اے پیغمبرؐ) کفار سے کہہ دو کہ اگر وہ اپنے افعال

لَهُمْ	مَّا	قَدْ	سَلَفَ ج	وَاِنْ	يَّعُوْدُوْا	فَقَدْ
لئے ان	جو	تحقیق	گزر چکا ہے	اگر	دوبارہ کریں گے	پس تحقیق

سے باز آجائیں تو جو ہو چکا وہ انہیں معاف کردیا جائے گا

مَضَتْ	سُنَّتُ	الْاَوَّلِيْنَ (۳۸)	وَقَاتِلُوْهُمْ	حَتّٰى
گزر چکی	سنت	پہلے (لوگ)	لڑو ان سے	یہاں تک

اور اگر پھر (وہی حرکات) کرنے لگیں گے تو اگلے لوگوں کا) جو) طریق جاری ہو چکا ہے (وہی

لَا تَكُوْنَ	فِتْنَةٌ	وَّيَكُوْنَ	الدِّيْنُ	كُلُّهٗ	لِلّٰهِ ج
نہ رہے	فتنہ	اور ہو جائے	دین	سب اس	لئے اللہ

اُن کے حق میں برتا جائے گا۔) اور ان لوگوں سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ (یعنی کفر کا غلبہ) باقی

فَاِنِ	انْتَهَوْا	فَاِنَّ	اللّٰهَ	بِمَا	يَعْمَلُوْنَ	بَصِيْرٌ (۳۹)
پس اگر	باز آجائیں تو	پس بیشک	اللہ	کو جو	وہ کرتے ہیں	دیکھنے والا

نہ رہے اور دین سب خدا ہی کا ہو جائے اور اگر باز آجائیں تو خدا ان کے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔

وَاِنْ	تَوَلَّوْا	فَاعْلَمُوْٓا	اَنَّ	اللّٰهَ	مَوْلٰىكُمْ ط
اور اگر	وہ منہ پھیر لیں	پس جان رکھو	کہ	اللہ	حامی تمہارا

اور اگر روگردانی کریں تو جان رکھو کہ خدا تمہارا حمایتی ہے

نِعْمَ	الْمَوْلٰی	وَنِعْمَ	النَّصِیْرُ ﴿٤٠﴾	وَاعْلَمُوْٓا
بہترین	حامی	اور بہترین	مددگار	اور جان لو

اور خوب حمایتی اور خوب مددگار ہے۔ اور جان رکھو

اَنَّمَا	غَنِمْتُمْ	مِّنْ	شَیْءٍ	فَاَنَّ
کہ جو	تم نے مال غنیمت حاصل کیا	سے	کچھ	پس کہ

جان لو کہ تم جس قسم کی جو کچھ غنیمت حاصل کرو کہ جو چیز تم (کفار سے) جہاد میں جیت کر لاؤ اس میں سے پانچواں حصہ

لِلّٰهِ	خُمُسَهٗ	وَ	لِلرَّسُوْلِ	وَ	لِذِی
لئے اللہ	پانچواں حصہ اس کا	اور	لئے رسول	اور	لئے والے

خدا کا اور اس کے رسول ؐ کا اور اہل قرابت کا

الْقُرْبٰی	وَالْیَتٰمٰی	وَالْمَسٰکِیْنِ	وَابْنِ السَّبِیْلِ لا
رشتہ	اور یتیم	اور مسکین	اور مسافر

اور یتیموں کا اور محتاجوں کا اور مسافروں کا ہے

اِنْ	کُنْتُمْ	اٰمَنْتُمْ	بِاللّٰهِ	وَمَآ
اگر	تم ہو	تم ایمان لائے	پر اللہ	اور جو

اگر تم خدا پر اور اس (نصرت) پر ایمان رکھتے ہو جو (حق و باطل میں)

اَنْزَلْنَا	عَلٰی	عَبْدِنَا	یَوْمَ	الْفُرْقَانِ	یَوْمَ
ہم نے نازل کی	پر	بندہ اپنا	دن	فیصلہ	دن

فرق کرنے کے دن (یعنی جنگ بدر میں) جس دن دونوں فوجوں میں

الْتَقَی	الْجَمْعٰنِ ط	وَاللّٰهُ	عَلٰی	كُلِّ	شَیْءٍ	قَدِیْرٌ ﴿٤١﴾

سامنا ہوا	دوگروہ	اوراللہ	پر	ہر	چیز	قادر

مٹھ بھیڑ ہوگئی اپنے بندے (محمدؐ) پر نازل فرمائی اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اِذْ	اَنْتُمْ	بِالْعُدْوَةِ	الدُّنْيَا	وَ هُمْ	بِالْعُدْوَةِ
جب	تم	پر کنارہ	قریب	اور وہ	پر کنارہ

جس وقت تم (مدینے سے) قریب کے ناکے پر تھے اور کافر بعید کے

الْقُصْوٰى	وَ الرَّكْبُ	اَسْفَلَ	مِنْكُمْ ؕ
دور	اورقافلہ	نیچے	سے تم

ناکے پر تھے اور قافلہ تم سے نیچے (اُتر گیا) تھا۔

وَلَوْ	تَوَاعَدْتُّمْ	لَا خْتَلَفْتُمْ	فِى	الْمِيْعٰدِ ۙ
اگر	تم نے میعاد مقرر کی	ضرور تم اختلاف کرتے	میں	میعاد

اور اگر تم (جنگ کے لئے) آپس میں قرارداد کر لیتے تو وقت معین (پر جمع ہونے)

وَ	لٰكِنْ	لِّيَقْضِىَ	اللّٰهُ	اَمْرًا	كَانَ	مَفْعُوْلًا ۙ ۬
اور	لیکن	تاکہ فیصلہ کردے	اللہ	امر	تھا	ہونے والا

میں تقدیم و تاخیر ہو جاتی۔ لیکن خدا کو منظور تھا کہ جو کام ہو کر رہنے والا تھا۔

لِّيَهْلِكَ	مَنْ	هَلَكَ	عَنْۢ	بَيِّنَةٍ	وَّيَحْيٰى	مَنْ
تاکہ ہلاک ہو	جو	ہلاک ہوا	سے	دلیل	اور زندہ ہے	جو

اسے کر ہی ڈالے۔ تاکہ جو مرے بصیرت پر (یعنی یقین جان کر) مرے اور جو جیتا رہے

حَىَّ	عَنْۢ	بَيِّنَةٍ ؕ	وَاِنَّ	اللّٰهَ	لَسَمِيْعٌ	عَلِيْمٌ ﴿۴۲﴾ ۙ
زندہ ہوا	سے	دلیل	اور بیشک	اللہ	ضرور سننے والا	جاننے والا

وہ بھی بصیرت پر (یعنی حق پہچان کر) جیتا رہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ خدا سنتا جانتا ہے۔

اِذْ	يُرِيْكَهُمُ	اللّٰهُ	فِىْ	مَنَامِكَ	قَلِيْلًا ط
جب	دکھارہا تھا تمہیں	اللہ	میں	خواب تمہارے	تھوڑا

اس وقت اللہ نے تمہیں خواب میں کافروں کو تھوڑی تعداد میں دکھایا۔

وَلَوْ	اَرٰىكَهُمْ	كَثِيْرًا	لَّفَشِلْتُمْ	وَ
اور اگر	دکھلا دیتا مجھ کو ان کو (پر) یعنی (ان پر)	زیادہ	ضرور ہمت ہار جاتے تم	اور

اور اگر بہت کر کے دکھاتا تو تم لوگ جی چھوڑ دیتے اور (جو) کام (درپیش تھا اس) میں

لَتَنَازَعْتُمْ	فِى	الْاَمْرِ	وَلٰكِنَّ	اللّٰهَ	سَلَّمَ ط	اِنَّهٗ
ضرور جھگڑا کرتے	میں	معاملہ	اور لیکن	اللہ	بچایا	بیشک وہ

جھگڑنے لگتے۔ لیکن خدا نے (تمہیں اس سے) بچالیا۔ بیشک

عَلِيْمٌ م	بِذَاتِ	الصُّدُوْرِ ۝	وَاِذْ	يُرِيْكُمُوْهُمْ
جاننے والا	راز	سینے	اور جب	وہ دکھارر ہا تھا تم ان

وہ سینوں کی باتوں تک سے واقف ہے۔ اور اس وقت جب تم ایک

اِذِ	الْتَقَيْتُمْ	فِىٓ	اَعْيُنِكُمْ	قَلِيْلًا	وَّيُقَلِّلُكُمْ
جب	تمہارا سامنا ہوا	میں	آنکھیں تمہاری	تھوڑا	اور کم دکھارہا تھا تم

دوسرے کے مقابل ہوئے تو کافروں کو تمہاری نظروں میں تھوڑا کر کے دکھاتا تھا

فِىٓ	اَعْيُنِهِمْ	لِيَقْضِىَ	اللّٰهُ	اَمْرًا	كَانَ
میں	آنکھیں ان	تا کہ فیصلہ کردے	اللہ	معاملہ	تھا

اور تم کو ان کی نگاہوں میں تھوڑا کر کے دکھاتا تھا تا کہ خدا کو جو کام کرنا

مَفْعُوْلًا ط	وَاِلَى	اللّٰهِ	تُرْجَعُ	الْاُمُوْرُ ۝

معاملات	لوٹائے جاتے ہیں	اللہ	اور طرف	ہونے والا

منظور تھا اسے کر ڈالے اور سب کاموں کا رجوع خدا ہی کی طرف ہے

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

اَلْکَلِمَاتُ وَالتَّرَاکِیْبُ

(۱) مَضَتْ : (گزر چکی)

تشریح :اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے پیغمبرؐ! ان کافروں سے کہہ دیجئے کہ راہِ راست پر آ جائیں ورنہ ان کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے گا جو ماضی میں گزرے ہوئے لوگوں کے ساتھ کیا جا چکا ہے۔

(۲) یَوْمَ الْفُرْقَانِ : (فیصلے کا دن)

تشریح : اُس سے مراد جنگ بدر کا دن ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر کو حق اور باطل کے درمیان فیصلے کا دن قرار دیا۔ حق کو فتح ہوئی اور باطل کو شکست ہوئی اور کفر کا زور ٹوٹ گیا۔

(۳) اَلْعُرْوَۃِ الدُّنْیَا : (وادی کے اس جانب یا اس کنارے)

تشریح :اس سے مراد وہ جگہ ہے جو میدان بدر میں مدینہ منورہ سے قریب تر واقع تھی اور اسلامی لشکر کو اسی جگہ پر ٹھہرنے کی نشاندہی کی گئی تھی۔

(۴) اَلْعُدْوَہِ الْقُصْوٰی : (اس جانب، اس کنارے)

تشریح:اس سے مراد میدان بدر کی وادی کی دوسری طرف ہے۔ جہاں پر لشکر کفار ٹھہری تھی۔

(۵) الرَّکْبُ : (قافلہ)

تشریح :اس سے مراد مکہ والوں کی تجارتی قافلہ ہے جس کا سردار ابو سفیان تھا اور یہ قافلہ شام سے واپس مکہ معظمہ آ رہا تھا۔

(۶) لَفَشِلْتُمْ : (تم ضرور ہمت ہار جاتے)

تشریح : جنگ بدر کے موقع پر کفار کی لشکر بہت زیادہ تھی اور مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی۔ اگر اللہ تعالیٰ کی نصرت نہ ہوتی تو مسلمان کافروں کی بڑی تعداد دیکھ کر ہمت ہار جاتے لیکن کرشمہ خداوندی کے بدولت مسلمانوں کو کم تعداد میں لشکر کفار نظر آ رہی تھی جس کی وجہ سے لشکر حق کے حوصلے بلند تھے اور

پورے جوش و جذبہ کے ساتھ لڑ کر دشمنانِ حق کو عبرتناک شکست دی۔

(۷) يُقَلِّلُ : (کم کر کے دکھاتا ہے، تھوڑا کر کے)

تشریح: اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر کو فیصلے کا دن قرار دیا تھا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے نظروں پر ایسا کرشمہ کیا کہ اُنہیں لشکر کفار کم دکھائی دینے لگی۔ دوسری طرف لشکر کفار کے نظروں میں مسلمانوں کی تعداد اور بھی کم دکھائی دی۔ اس سے مسلمانوں کے حوصلے بلند ہوئے۔ دوسری طرف لشکر کفار بھی مسلمانوں سے جنگ کے لئے تیار تھے۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت کی بدولت لشکر کفار کو عبرتناک شکست ہوئی اور اس طرح حق اور باطل کا فیصلہ ہوگیا۔ اسی وجہ سے جنگ بدر کو ''یوم الفرقان'' کہتے ہیں۔

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

اَلتَّمَارِيْنُ (مشق)

السوال الاول (پہلا سوال): اس سبق میں مالِ غنیمت کی تقسیم کے بارے میں کیا حکم دیا گیا ہے؟

الجواب : اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو مالِ غنیمت کی تقسیم کے بارے میں یہ حکم دیا کہ پورے مال کے پانچ برابر حصے بنائے جائیں۔ اس میں سے چار حصے مجاہدین میں تقسیم کئے جائیں جبکہ پانچویں حصے کے بارے میں یہ حکم ہوا کہ یہ حصہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ آپ ﷺ اس کو جہاد کی تیاری کے لئے خرچ کر سکتے ہیں اور عزیز و اقارب، یتیم، مسکین اور راستے کے مسافروں کو بھی دے سکتے ہیں۔

السوال الثانی (دوسرا سوال): اللہ تعالیٰ نے غزوہ بدر میں مسلمانوں کی کامیابی کے لئے کس کس خصوصی انعام و احسان کا ذکر فرمایا ہے؟

الجواب : اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی کامیابی کے لئے جن خصوصی انعام و احسان کا ذکر فرمایا ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت کی بارش:

جنگ بدر شروع ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے خوب بارش برسائی۔ مسلمانوں کو استعمال کے لئے پانی میسر آئی۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کو لشکر جس جگہ آباد تھی وہ ریتلی زمین تھی۔ بارش سے وہ زمین جم گئی اور چلنے پھرنے میں آسانی پیدا ہوگئی۔ دوسری طرف لشکر کفار جس جگہ آباد تھی وہاں بارش کا پانی جمع ہونے سے کیچڑ ہوگئی اور چلنا پھرنا دشوار ہوگیا۔

(۲) لشکر اسلامی پر نیند طاری:

جنگ بدر کی رات کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو گہری نیند نصیب فرمائی۔ صبح جب وہ اُٹھے تو بالکل تازہ دم تھے اور پورے جوش کے ساتھ لڑائی کے لئے بے تاب تھے جبکہ لشکر کفار کو چین کی نیند نصیب نہ ہوسکی جس کی وجہ سے صبح ہی سے وہ تھکاوٹ کا شکار نظر آرہے تھے۔

(۳) خواب میں کفار کی تعداد کو کم دکھایا:

جنگ بدر میں مسلمانوں کی تعداد لشکر کفار سے بہت کم تھی۔ مسلمانوں کی ہمت بڑھانے کے

لئے اللہ تعالیٰ نے خواب میں اُنہیں کفار کی تعداد کم دکھایا اور جنگ کے دوران بھی مسلمانوں کو ایسا محسوس ہورہا تھا کہ لشکر کفار بہت کم ہے۔ اس سے مسلمانوں کے حوصلے بلند ہوگئے اور پورے قوت کے ساتھ دشمن پر ٹوٹ پڑے۔ اور عبرتناک شکست دی۔

(٤) مسلمانوں کو جنگ بدر میں فتح کی بشارت:

اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو بشارت دی تھی کہ فکر نہ کریں آپ لوگ خلوص کے ساتھ لڑیں۔ فتح حق کی ہی ہوگی۔ حضورؐ نے صحابہ کرامؓ کو تسلی دی کہ انشاء اللہ فتح ہماری ہے۔ اس سے مجاہدین کے حوصلے بلند ہوگئے۔

(٥) فرشتوں کے ذریعے مسلمانوں کی نصرت: اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کے لئے فرشتوں کو لگاتار نازل کئے اور اس کے نتیجے میں لشکر کفار کے پاؤں اکھڑ گئے اور میدان جنگ سے فرار ہوئے۔

(٦) حضورؐ کو عطا کردہ معجزہ: اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو ایک معجزہ عطا کیا اور اس کو حکم دیا کہ کنکریوں کی ایک بھری مٹھی لشکر کفار کی طرف پھینک دیں۔ ایسا کرنے پر لشکر کفار کے اوسان خطا ہوگئے اور وہ لشکر اسلامی کے سامنے زیادہ دیر نہ ٹھہر سکے اور عبرتناک شکست کھا گئے۔

السوال الثالث (تیسرا سوال): مندرجہ ذیل عبارت کا مفہوم بیان کیجئے؟

وَ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ

الجواب: ترجمہ: ’’(اے مسلمانو!) لڑتے رہوان (کافروں) سے یہاں تک کہ باقی نہ رہے فساد اور ہوجائے دین پورے کا پورا اللہ تعالیٰ کے لئے‘‘۔

تشریح: اس آیت میں جہاد کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ دین کی سربلندی کے لئے باطل کے ساتھ اگر لڑائی کی نوبت آجائے تو روگردانی نہ کرو اور دین اسلام کا علم بلند کرو۔ ایسا معاشرہ قائم کرنے کی کوشش کرو جس کی بنیاد حق، صداقت، مساوات اور اسلامی اُصولوں پر مبنی ہو، جہاں ظلم نہ ہو بلکہ انصاف ہو، جہاں لوگ توحید کے پرستار ہوں، جہاں لوگوں کو مذہبی آزادی حاصل ہو اور اسلام کا بول بالا ہو۔ قتال کے ذریعے کفر کو ختم کرنا مقصود نہیں ہوتا ہے بلکہ غلبہ کفر کو ختم کرنا ہوتا ہے۔ جب تک کفر کا غلبہ یعنی حق کے راستے میں رکاوٹ ختم نہ ہوجائے مسلمان کو جہاد یعنی قتال فی سبیل اللہ کا حکم ہے۔

السوال الرابع: مندرجہ ذیل میں ہر لفظ کے سامنے چار معنی دئیے گئے ہیں۔ جو زیادہ صحیح ہوں اس پر نشان لگائیں۔

(۱) مَضَتْ کے معنی:

(الف) آنے والا (ب) جانے والا (ج) گزر چکی (د) مر چکی ہے

(۲) یوم الفرقان کے معنی:

(الف) فیصلہ کا دن (ب) فرق کے دن (ج) قرآن کے دن (د) قیامت کا دن

(۳) الرکب کے معنی:

(الف) قافلہ (ب) فاصلہ (ج) رکابی (د) گاڑی

(۴) یقلل کے معنی:

(الف) زیادہ کر کے (ب) تھوڑا کر کے (ج) فنا کر کے (د) ختم کر کے

(۵) مومنو! میں جب کفار کی کسی جماعت سے تمہارا مقابلہ ہو تو۔۔۔۔۔۔۔۔ رہو۔

(الف) پیچھے ہٹو (ب) ثابت قدم رہو (ج) کچھ نہ کرو (د) ان کے ساتھ

(۶) مال غنیمت میں۔۔۔۔۔۔۔ حصہ خدا کا اور اس کے رسول ﷺ کا، اور اہل قرابت کا اور یتیموں کا اور محتاجوں کا اور مسافروں کا ہے۔

(الف) چھٹا حصہ (ب) آدھا حصہ (ج) پانچواں حصہ (د) تیسرا حصہ

(۷) بصیر کے معنی ہے:

(الف) سننے والا (ب) دیکھنے والا (ج) مارنے والا (د) عذاب دینے والا

(۸) مولیٰ کے معنی ہے:

(الف) دوست (ب) دشمن (ج) مددگار (د) پرہیزگار

(۹) قصویٰ کے معنی ہے:

(الف) ورلے درجے (ب) پرلے درجے (ج) کم درجے (د) انتہائی درجے

(۱۰) صدر کے معنی ہے:

(الف)دل (ب)وزیراعظم (ج)سربراہ (د)جگر

جوابات:

۱۔ (ج)، ۲۔(الف)، ۳۔ (الف)، ٤۔ (ب) ، ۵۔ (ب)

٦۔ (ج)، ۷۔ (ب) ، ۸۔ (الف) ، ۹۔ (ب)، ۱۰۔ (الف)

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

اَلدَّرْسُ الثَّانِيْ (ج)

سُوْرَةُ الْاَنْفَالُ (آیات ۴۵ تا ۴۸)

يٰۤاَيُّهَا	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْۤا	اِذَا	لَقِيْتُمْ	فِئَةً	فَاثْبُتُوْا
اے	جو	ایمان لائے	جب	تم سامنا کرو	گروہ	پس ثابت قدم رہو

مومنو! جب (کفار کی) کسی جماعت سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو

وَاذْكُرُوا	اللّٰهَ	كَثِيْرًا	لَعَلَّكُمْ	تُفْلِحُوْنَ ﴿۴۵﴾
اور یاد کرو	اللہ	زیادہ	شاید کہ تم	تم فلاح پاؤ گے

اور خدا کو بہت یاد کرو تاکہ مراد حاصل کرو

وَ اَطِيْعُوا	اللّٰهَ	وَ رَسُوْلَهٗ	وَ لَا تَنَازَعُوْا	فَتَفْشَلُوْا
اور تم اطاعت کرو	اللہ	اور رسولؐ اس کا	اور جھگڑو نہیں	ورنہ ہمت ہار جاؤ گے

اور خدا اور اس کے رسولؐ کے حکم پر چلو اور آپس میں جھگڑا نہ کرنا کہ (ایسا کرو گے تو) تم بزدل ہو جاؤ گے

وَ تَذْهَبَ	رِيْحُكُمْ	وَاصْبِرُوْا ط	اِنَّ	اللّٰهَ	مَعَ
اور چلی جائے گی/اکھڑ جائے گی	ہوا تمہاری	اور صبر کرو	بیشک	اللہ	ساتھ

اور تمہارا اقبال جاتا رہے گا۔ اور صبر سے کام لو۔ بے شک خدا صبر کرنے والوں کا مددگار ہے

الصّٰبِرِيْنَ ﴿۴۶﴾	وَ لَا تَكُوْنُوْا	كَالَّذِيْنَ	خَرَجُوْا	مِنْ
صبر کرنے والے	اور نہ بنو	مانند جو	نکلے	سے

اور ان لوگوں جیسے نہ ہونا جو اتراتے ہوئے (یعنی حق کا مقابلہ کرنے کے لیے)

دِيَارِ	هِمْ	بَطَرًا	وَّ رِئَآءَ	النَّاسِ	وَ يَصُدُّوْنَ	عَنْ
گھر	ان کے	اتراتے	اور دکھاتے	لوگ	اور روکتے ہیں	سے

اور لوگوں کو دکھانے کے لیے گھروں سے نکل آئے

وَ اِذْ زَيَّنَ	مُحِيْطٌ ﴿٤٧﴾	يَعْمَلُوْنَ	بِمَا	وَاللّٰهُ	اللّٰهِ ط	سَبِيْلِ
اور جب خوشنما بنا دیئے	احاطہ کرنے والا	جو وہ کرتے ہیں	کو	اور اللہ	اللہ	راہ

اور لوگوں کو خدا کی راہ سے روکتے ہیں اور جو اعمال یہ کرتے ہیں خدا ان پر احاطہ کئے ہوئے ہے

لَكُمُ	غَالِبَ	لَا	وَ قَالَ	اَعْمَالَهُمْ	الشَّيْطٰنُ	لَهُمُ
لیے تم	غالب آنے والا	نہیں	اور کہا	اعمال ان کے	شیطان	لئے ان

اور جب شیطانوں نے ان کے اعمال ان کو آراستہ کر دکھائے اور کہا کہ آج کے دن لوگوں میں سے کوئی

جَارٌ لَّكُمْ ط	وَ اِنِّيْ	النَّاسِ	مِنَ	الْيَوْمَ
پشت پناہ لیے تمہارے	اور بیشک میں	لوگ	سے	آج

تم پر غالب نہ ہوگا۔ اور میں تمہارا رفیق ہوں (لیکن) جب دونوں فوجیں

عَقِبَيْهِ	عَلٰى	نَكَصَ	الْفِئَتٰنِ	تَرَآءَتِ	فَلَمَّا
ایڑیاں اس	پر	پھر گیا	دو گروہ	آمنے سامنے ہوئے	پس جب

ایک دوسرے کے مقابل (صف آراء) ہوئیں تو پسپا ہو کر چل دیا۔ اور کہنے

اِنِّيْٓ	مِّنْكُمْ	بَرِيْٓءٌ	اِنِّيْ	وَ قَالَ
بیشک میں	سے تم	لاتعلق	بیشک میں	کہا

لگا کہ مجھے تم سے کوئی واسطہ نہیں۔ میں تو ایسی چیزیں دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں

اللّٰهَ ط	اَخَافُ	اِنِّيْٓ	لَا تَرَوْنَ	مَا	اَرٰى
اللہ	ڈرتا ہوں	بیشک میں	تم نہیں دیکھتے	جو	میں دیکھ رہا ہوں

دیکھ سکتے۔ مجھے تو خدا سے ڈر لگتا ہے۔

الْعِقَابِ ﴿٤٨﴾	شَدِيْدُ	وَ اللّٰهُ
عذاب	سخت	اور اللہ

اور خدا سخت عذاب کرنے والا ہے۔

اَلْکَلِمَاتُ وَالتَّرَاکِیْبُ

(۱) فَاثْبُتُوْا: (ثابت قدم رہو)

تشریح: یہ لفظ جنگ بدر کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے فرماتا ہے کہ اے مجاہدین اسلام! میدان جنگ میں ثابت قدم رہیں۔ حوصلہ نہ ہاریں۔ اللہ سے نصرت مانگیں اور دشمن کے سامنے ڈٹ جائیں۔ فتح تمہاری ہوگی۔

(۲) فَتَفْشَلُوْا: (ورنہ تم ہمت ہار جاؤ گے)

تشریح: اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو تنبیہ کرتا ہے کہ آپس میں اتحاد کا مظاہرہ کریں۔ ایک دوسرے کے بھائی بھائی بن جائیں اور دوسرے کے دکھ درد میں برابر کے شریک ہو جائیں۔ سازشوں اور چغل خوری سے اجتناب کریں۔ ورنہ دشمن کے سامنے ہمت ہار جاؤ گے۔ اور نیست و نابود ہو جاؤ گے۔

(۳) بَطَرًا: (اتراتے ہوئے)

تشریح: اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو خبردار کرتا ہے کہ اے لوگو! کافروں کی طرح غرور و تکبر نہ کرو۔ بڑائی صرف اللہ کا حق ہے غرور کا نتیجہ خطرناک ہوتا ہے۔ عاجزی و انکساری اختیار کریں۔ غرور سے اجتناب کریں۔ جو لوگ غرور کرتے ہیں اور اللہ کے راستے میں مسلمانوں کے لیے رکاوٹیں پیدا کرتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے باہر نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی گرفت بہت سخت ہوتی ہے اور ان سرکشوں کو عبرتناک سزائیں دے گا۔

(۴) جَارٌ: (معاون و حمایتی)

تشریح: یہاں اس لفظ سے مراد شیطان ہے۔ شیطان نے کفار کے دلوں میں یہ بات ڈال دی تھی کہ وہ حق پر ہیں اور مسلمان ناحق پر ہیں۔ شیطان نے کفار کو اس قدر اُکسایا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف جنگ لڑنے پر تیار ہو گئے۔

(۵) تَرَآءَتِ: (آمنے سامنے ہوئے)

تشریح: اس سے مراد جنگ بدر ہے۔ جب لشکر کفار اور لشکر اسلامی ایک دوسرے کے آمنے سامنے

آ گئے اور لڑائی شروع ہوئی۔ اس جنگ میں مسلمانوں کو فتح ہوئی اور لشکر کفار کو عبرتناک شکست ہوئی۔

(۶) نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ : (وہ اُلٹے پاؤں پھر گیا)

تشریح : شیطان نے لشکر کفار کا ساتھ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ تاہم جب اُس نے آسمان سے اُترتے فرشتے دیکھے تو اس کے اوسان خطا ہو گئے اور کفار کو میدان جنگ میں چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دلوائی اور دشمن عبرتناک شکست کھا گئے۔

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

اَلتَّمارِیْنُ (مشق)

السوال الاول(پہلا سوال): کفار کے ساتھ مقابلے کی صورت میں مسلمانوں کو کون سے کام کرنے اور کن باتوں سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے؟

الجواب:(الف) : جن کاموں کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے وہ درج ذیل ہیں۔

(۱) ذکر الٰہی : جنگ کے وقت مجاہدین کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کریں اور اس سے نصرت اور کامیابی مانگیں۔

(۲) ثابت قدمی: لڑائی کے وقت مسلمانوں کو ثابت قدم رہنا چاہیے۔حوصلہ نہیں ہارنا چاہیے اور آہنی چٹان بن کر مقابلہ کرنا چاہیے۔

(۳)اطاعت خدا و رسولؐ : جنگ کے دوران مجاہدین کو اللہ تعالیٰ اور رسولؐ کے احکامات کی پیروی کرنی چاہیے اور کوئی ایسا فعل نہیں کرنا چاہیے جو کہ اسلامی تعلیمات کے منافی ہو۔

(٤) مصیبت کے وقت صبر کرنا : اگر جنگ کے دوران مسلمانوں پر کوئی تکلیف یا مصیبت آجائے تو اُنہیں صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے اور ہمت اور صبر و تحمل کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

(۵) خلوص نیت اور اچھا برتاؤ: مجاہدین کا خلوص نیک نیتی پر مبنی ہو، اُسے محض رضائے الٰہی کی خاطر لڑنا چاہیے، دکھاوے کی جنگ نہیں لڑنا چاہیے۔اگر دشمن کے لوگ بطور جنگی قیدی اس کے ہاتھ آجائیں تو اس کے ساتھ توہین آمیز سلوک نہیں کرنا چاہیے۔

(ب) جن کاموں سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے وہ درج ذیل ہیں۔

(۱) اتحاد و اتفاق کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔

(۲) میدان جنگ سے بھاگنا نہیں چاہیے۔

(۳) غرور و تکبر سے اجتناب کرنا چاہیے۔

(۴) مصیبت کے وقت صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔

(۵) دکھاوے کی جنگ سے پرہیز کرنی چاہیے۔

(۶) جنگی قیدیوں کے ساتھ ناروا سلوک نہیں کرنا چاہیے۔

السوال الثانی (دوسرا سوال): غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی نصرت کے لیے نازل ہونے والے فرشتوں کو دیکھ کر شیطان کا ردِ عمل کیا تھا؟

الجواب: شیطان غزوۂ بدر میں سراقہ بن مالک کی شکل میں لشکر کفار میں شامل تھا۔ جب اُس نے آسمان سے فرشتوں کو اُترتے ہوئے دیکھا تو اس کے اوسان خطا ہو گئے اور پلٹ کر بھاگنے لگے اور کہا کہ کافر ساتھیو! میں مزید آپ کا ساتھ نہیں دے سکتا کیونکہ مجھے وہ چیز نظر آرہی ہے جو تمہیں نظر نہیں آرہی ہے۔ یعنی شیطان کو فرشتے نظر آرہے تھے جبکہ دوسرے کافروں کو نظر نہیں آرہے تھے۔

السوال الثالث (تیسرا سوال): مندرجہ ذیل آیات کا مفہوم واضح کریں؟

(الف): يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔

(ب): وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَ اصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔

(ج): وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّ رِئَآءَ النَّاسِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ

الجواب: (**الف**): يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

ترجمہ: "اے ایمان والو! اگر (لڑنے کے لیے) تمہارا مقابلہ کسی (کافر) گروہ سے ہو جائے تو جمے رہو اور اللہ تعالیٰ کی یاد کثرت سے کرو تا کہ کامیاب ہو جاؤ"۔

تشریح: اللہ تعالیٰ اہل ایمان سے فرماتا ہے کہ جب بھی لشکر کفار سے جنگ ہو جائے تو ثابت قدم رہو حوصلہ رکھو اور عزم و استقلال کا پیکر بن جاؤ۔ دشمن کے سامنے آہنی چٹان بن جاؤ۔ اس کے علاوہ کثرت کے ساتھ ذکر الٰہی کرو اللہ سے نصرت مانگو۔ اس کو اپنا خالق اور رازق سمجھو۔ اللہ تعالیٰ حق کا ساتھ دیتا ہے۔ اور کفر کو مغلوب کرتا ہے بشرطیکہ مسلمان صابر بن جائیں آپس میں اتحاد سے رہیں۔ باہمی اختلاف ختم کریں اور

اطاعت خدا اور رسول ﷺ کریں۔ تو یقیناً اللہ ایسے لوگوں کو کامیابی عنایت فرما دیں گے۔

الجواب:(ب) : وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَ اصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ

ترجمہ: ''اور اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی اور آپس میں نہ جھگڑوں۔ ورنہ تم کم ہمت ہو جاؤ گے۔ اور اکھڑ جائے گی تمہاری ہوا اور (ہر مصیبت میں) صبر کرو بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اس آیات میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اتحاد اور صبر کرنے کی تلقین کرتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے لوگو! اللہ اور اس کی رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔ اور رسول ﷺ تمہیں جس چیز سے منع کرتے ہیں اس سے منع ہو جاؤ۔ رسول ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرو کیونکہ رسول ﷺ کی بتائے ہوئے تعلیمات تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں۔ لہٰذا اسلامی تعلیمات پر عمل کرو اور آپس میں اتفاق سے رہو۔ اختلافات کا خاتمہ کرو۔ اختلافات کی وجہ سے دشمن کو موقع ملے گا اور تمہارے خلاف سازش کر کے آپکو اس قدر کمزور کریگا کہ پھر سنبھل نہ کر سکو گے۔ اور اگر وقتی طور پر آپ پر کوئی مصیبت آجائے تو ہمت کے ساتھ حالات کا مقابلہ کرو۔ حوصلہ نہ ہارو۔ اور صبر سے کام لو اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ اور اس کا حامی و ناصر ہوتا ہے۔

الجواب:(ج) : وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّ رِئَآءَ النَّاسِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ۔

ترجمہ: ''ان لوگوں کی طرح مت ہونا جو اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور لوگوں کو دکھلاتے ہوئے نکلے اور اللہ تعالیٰ کے راستہ سے لوگوں کو روک رہے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو احاطہ میں لئے ہوئے ہیں۔

تشریح: مشرکین مکہ کی تعداد زیادہ تھی۔ وسائل سے بھی مالا مال تھے اس کی وجہ سے وہ بہت مغرور ہو گئے اور ان کے سروں پر نشہ چڑھا ہوا تھا ان کو اپنے سوا کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا شراب اور موسیقی کی محفلیں سجا رہے تھے۔ ناچ رہے تھے اپنے وسائل اور طاقت پر غرور تھا۔ چونکہ غرور و تکبر والا ذات صرف

ایک خدا ہے باقی سب کچھ اس کے مخلوق ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ کو ان لوگوں کی غرور اور نشہ سخت نا گوار گزرا۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے غیض وغضب میں آ گئے اللہ تعالیٰ کی گرفت بہت سخت ہوتی ہے۔ لہٰذا جنگ بدر میں اس کے غرور کو خاک میں ملاتے ہوئے اس کو عبرتناک شکست دی ٔ اور اس کا زور ٹوٹ گیا۔ دوسری طرف اللہ مسلمانوں کو خبردار کر رہا ہے کہ آپ ان کافروں کی طرح موج مستی اور غرور و تکبر نہ کریں۔ محفل موسیقی اور شراب نوشی سے پرہیز کریں۔ اور تقویٰ اختیار کریں ورنہ تمہارا حشر بھی ان کافروں جیسا ہوگا اور اختلافات ختم کر کے اتحاد کا مظاہرہ کریں ورنہ تمہاری داستان تک نہ ہوگی داستانوں میں۔

السوال الرابع: مندرجہ ذیل میں ہر لفظ کے سامنے چار معنی دئیے گئے ہیں۔ جو زیادہ صحیح ہوں اس پر نشان لگائیں۔

(۱) فاثبتوا کے معنی:

(الف) پیچھے ہٹنا (ب) ثابت قدم (ج) مت رکو (د) رک جاو

(۲) فتفشلوا کے معنی:

(الف) پس تم دست ہم ہار جاو گے (ب) ثابت قدم رہو گے

(ج) نہیں ڈرو گے (د) تم جیت جاو گے

(۳) بطراً کے معنی:

(الف) حمایتی (ب) مخالف (ج) جاری رہنا (د) ختم ہونا

(۴) تراء ت کے معنی:

(الف) آگے بڑھے (ب) پیچھے ہوئے (ج) آمنے سامنے ہوئے (د) بھاگے

(۵) ہم نے فرعون کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(الف) ہلاک کیا (ب) ڈبو دیا (ج) مروا دیا (د) وفات

جوابات:

۱۔ (ب)، ۲۔(الف)، ۳۔ (الف)، ٤۔ (ج)، ٥۔ (ب)

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

اَلدَّرْسُ الثَّانِیْ (د)

سورۃ الانفال (آیات ۴۹ تا ۵۸)

اِذْ	يَقُوْلُ	الْمُنٰفِقُوْنَ	وَالَّذِيْنَ	فِيْ	قُلُوْبِهِمْ
جب	کہتے ہیں	منافق	اور جو	میں	دل (جمع)

اس وقت منافق اور (وہ کافر) جن کے دلوں میں مرض تھا کہتے تھے کہ ان لوگوں کو ان کے دین نے

مَّرَضٌ	غَرَّ	هٰٓؤُلَآءِ	دِيْنُهُمْ ط	وَمَنْ	يَّتَوَكَّلْ	عَلَى
بیماری روگ	دھوکے میں ڈالا	ان	دین ان کے	اور جو	بھروسہ کرتا ہے	پر

مغرور کر رکھا ہے اور جو شخص خدا پر بھروسہ رکھتا ہے۔

اللّٰهِ	فَاِنَّ	اللّٰهَ	عَزِيْزٌ	حَكِيْمٌ ﴿٤٩﴾	وَلَوْ	تَرٰٓى
اللہ	پس بے شک	اللہ	غالب	دانا	اور کاش	تم دیکھ سکتے

تو خدا غالب حکمت والا ہے اور کاش تم اس وقت

اِذْ	يَتَوَفَّى	الَّذِيْنَ	كَفَرُوا	الْمَلٰٓئِكَةُ
جب	(روحیں) قبض کرتے ہیں	جو	کفر کیا	فرشتے

(کی کیفیت) دیکھو جب فرشتے کافروں کی جانیں نکالتے ہیں ان کے

يَضْرِبُوْنَ	وُجُوْهَهُمْ	وَاَدْبَارَ	هُمْ ج	وَذُوْقُوْا
ضرب لگاتے ہیں	چہرے ان کے	اور پیٹھیں	ان	اور تم چکھو

مونہوں اور پیٹھوں پر (کوڑے اور ہتھوڑے وغیرہ) مارتے (ہیں اور کہتے

عَذَابَ	الْحَرِيْقِ ﴿٥٠﴾	ذٰلِكَ	بِمَا	قَدَّمَتْ
عذاب	آگ کا	یہ	سے جو	بھیجے ہیں

ہیں) کہ (اب) عذاب آتش (کا مزہ) چکھو۔ یہ ان (اعمال) کی سزا ہے جو تمہارے

اَيْدِيْكُمْ	وَاَنَّ	اللّٰهَ	لَيْسَ	بِظَلَّامٍ
ہاتھوں تمہارے	اور بے شک	اللہ	نہیں	ظلم کرنیوالا

ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں اور یہ (جان رکھو) کہ خدا بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

لِّلْعَبِيْدِ۝	كَدَاْبِ	اٰلِ	فِرْعَوْنَ ۙ	وَالَّذِيْنَ
لئے بندوں کے	طرح معاملہ	آل	فرعون	اور جو

جیسا حال فرعون کا اور ان سے پہلے لوگوں (ہوا تھا ویسا ہی ان کا ہوا کہ)

مِنْ	قَبْلِهِمْ ؕ	كَفَرُوْا	بِاٰيٰتِ	اللّٰهِ
سے	پہلے ان کے	انہوں نے کفر کیا	سے آیات	اللہ

انہوں نے خدا کی آیتوں سے کفر کیا تو خدا نے ان کو

فَاَخَذَهُمُ	اللّٰهُ	بِذُنُوْبِهِمْ ؕ	اِنَّ
پس پکڑ لیا ان کو	اللہ	سے گناہ (جمع) ان	بیشک

گناہوں کی سزا میں ان کو پکڑ لیا۔ بے شک

اللّٰهِ	قَوِيٌّ	شَدِيْدُ	الْعِقَابِ۝	ذٰلِكَ	بِاَنَّ
اللہ	قوت والا	سخت	سزا	یہ	اس لئے کہ

خدا زبردست اور سخت عذاب دینے والا ہے۔ یہ اس لئے کہ جو

اللّٰهَ	لَمْ يَكُ	مُغَيِّرًا	نِّعْمَةً	اَنْعَمَهَا	عَلٰى
اللہ	نہیں ہے	بدلنے والا	نعمت	عطا کی اس کو	پر

نعمت خدا کسی قوم کو دیا کرتا ہے جب تک وہ خود اپنے دلوں کی حالت

قَوْمٍ	حَتّٰى	يُغَيِّرُوْا	مَا	بِاَنْفُسِهِمْ ۙ	وَاَنَّ
قوم	یہاں تک	وہ بدل دیں	جو	سے خود ان	اور بے شک

نہ بدل ڈالیں خدا اسے نہیں بدلا کرتا اور اس لئے کہ

اللّٰهَ	سَمِیْعٌ	عَلِیْمٌ ۵۳	كَدَاْبِ	اٰلِ	فِرْعَوْنَ
اللہ	سننے والا	جاننے والا	طرح معاملہ	آل	فرعون

خدا سنتا جانتا ہے جیسا حال فرعونیوں اور ان سے پہلے

وَالَّذِیْنَ	مِنْ	قَبْلِهِمْ ط	كَذَّبُوْا	بِاٰيٰتِ
اور جو	سے	پہلے ان	انہوں نے جھٹلایا	کو آیات

لوگوں کا (ہوا تھا ویسا ہی ان کا ہوا) انہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں کو جھٹلایا

رَبِّهِمْ	فَاَهْلَكْنٰهُمْ	بِذُنُوْبِهِمْ
رب ان	پس ہم نے ہلاک کیا ان کو	سے گناہ ان

تو ہم نے ان کو ان کے گناہوں کے سبب ہلاک کر ڈالا

وَاَغْرَقْنَآ	اٰلَ	فِرْعَوْنَ	وَ	كُلٌّ	كَانُوْا	ظٰلِمِيْنَ ۵۴
اور ہم نے غرق کیا	آل	فرعون	اور	سب	وہ تھے	ظالم

اور فرعونیوں کو ڈبو دیا اور وہ سب ظالم تھے۔

اِنَّ	شَرَّ	الدَّوَآبِّ	عِنْدَ	اللّٰهِ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا
بے شک	بدترین	جانور	نزدیک	اللہ	جن	کفر کیا

جانداروں میں سب سے بدتر خدا کے نزدیک وہ لوگ ہیں جو کافر ہیں۔

فَهُمْ	لَا يُؤْمِنُوْنَ ۵۵	اَلَّذِيْنَ	عٰهَدْتَّ	مِنْهُمْ
پس وہ	ایمان نہیں لاتے	جن	عہد لیا تم نے	سے ان

سو وہ ایمان نہیں لاتے جن لوگوں سے تم نے (صلح کا) عہد کیا ہے

ثُمَّ	يَنْقُضُوْنَ	عَهْدَ	هُمْ	فِيْ	كُلِّ	مَرَّةٍ
پھر	توڑ دیتے ہیں	عہد	ان	میں	ہر	بار

پھر وہ ہر بار اپنے عہد کو توڑ ڈالتے ہیں اور (خدا سے) نہیں ڈرتے۔

وَهُمْ	لَا يَتَّقُوْنَ ﴿٥٦﴾	فَاِمَّا	تَثْقَفَنَّهُمْ	فِى	الْحَرْبِ
اور وہ	تقوٰی نہیں کرتے	پس اگر	تم پاؤ ان کو	میں	لڑائی

اگر تم ان کو لڑائی میں پاؤ تو انہیں ایسی سزا دو کہ جو لوگ ان کے پس پشت ہیں وہ ان کو دیکھ کر

فَشَرِّدْ بِهِمْ	مَّنْ	خَلْفَهُمْ	لَعَلَّهُمْ	يَذَّكَّرُوْنَ ﴿٥٧﴾
پس حواس باختہ کردو ان کو	جو	پیچھے ان کے	شاید کہ وہ	سبق لیں

بھاگ جائیں عجب نہیں کہ ان کو (اس سے) عبرت ہو اور اگر تم کو کسی قوم

وَاِمَّا	تَخَافَنَّ	مِنْ	قَوْمٍ	خِيَانَةً	فَانْبِذْ	اِلَيْهِمْ
اور اگر	تمہیں اندیشہ ہو	سے	قوم	خیانت	پس پھینک دو	طرف ان

سے دغا بازی کا خوف ہو تو (ان کا عہد) انہیں کی طرف پھینک دو (اور) برابر

عَلٰى	سَوَآءٍ ط	اِنَّ	اللّٰهَ	لَا	يُحِبُّ	الْخَآئِنِيْنَ ﴿٥٨﴾
پر	برابری	بے شک	اللہ	نہیں	پسند کرتا	خیانت کرنے والے

(کا جواب دو) کچھ شک نہیں کہ خدا دغا بازوں کو دوست نہیں رکھتا۔

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيبُ

(۱) غَرَّ: (مغرور کیا)

تشریح: منافق اور کافر لوگ مسلمانوں پر تعجب کر رہے تھے کہ مسلمانوں کو اس کے دین کتنا مغرور بنایا ہے یہ لوگ دین اسلام کے اس قدر عاشق کیوں بن گئے ہیں۔ یہ تو بالکل اندھے معلوم ہو رہے ہیں۔ ان کی تعداد 313 ہے اور ہزاروں کی تعداد میں موجود لشکر کفار کی مقابلہ کرنے کیلئے تڑپ رہے ہیں۔ یہ تو دیوانے لگتے ہیں۔

(۲) عَذَابَ الْحَرِيْقِ: (جلنے کا عذاب)

تشریح: جنگ بدر کے موقع پر جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کے لئے فرشتے بھیجے۔ تو یہ فرشتے کافروں کو تھپڑ مارتے تھے۔ جب کافر حواس باختہ ہو کر بھاگنے لگتے۔ تو فرشتے اس کے پشت پر وار کر کے اس کو قتل کرتے تھے۔ تو فرشتے ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے کہ یہ مزہ تو جنگ بدر کا ہے اب آخرت میں یعنی جہنم کے آگ میں جلتے رہو گے۔

(۳) لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا: (وہ بدلنے والا نہیں)

تشریح: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں جس شخص پر انعام کروں۔ اس سے واپس نہیں لیتا۔ وہ بدلنے والا نہیں ہے۔ اور اگر آدمی اپنے فرائض سے غفلت کرنے لگے۔ تو ان سے نعمتیں چھین لینا اسی کے اعمال کا نتیجہ ہے اللہ تعالیٰ بلاوجہ کسی کو ذلیل وخوار نہیں کرتا۔

(۴) كَدَاْبِ: (جیسے، عادت، طریقہ)

تشریح: اللہ تعالیٰ مشرکین مکہ کی تشبیہ اس سے پہلے گزرے ہوئے قوموں سے دیتا ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ یہ کافر لوگ تو ماضی کے قوموں کی طرح ہے وہی فرعونیت کی جھلک پائی جاتی ہے۔ بنی اسرائیل کی طرح یہ بھی ناشکر قوم ہیں۔ ان کی عادات، حرکات وسکنات تو بالکل ماضی کے سرکش قوموں جیسے ہیں۔

(۵) تَثْقَفَنَّ: (تم پاؤ)

تشریح: یہ لفظ ان لوگوں سے متعلق ہے۔ جو کہ معاہدہ توڑنے کے مرتکب ہوئے تھے۔ جو لوگ معاہدہ کی پاسداری نہیں کرتے اللہ انہیں ناپسند کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو فرماتا ہے کہ انہیں اپنے کئے

کی سزا ملے گی۔

(۶)شَرِّدْ : (بھگادو)

تشریح: یہ لفظ بھی معاہدہ توڑنے والوں کے متعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کو عبرتناک شکست دو۔ تاکہ یہ آئندہ کے لئے ایسا کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔

(۷)فَانْبِذْ : (پس پھینک دو)

تشریح: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ جو لوگ آپ کے ساتھ کیا ہوا معاہدہ توڑ دیں۔ تو آپ بھی اس کے ساتھ کئے ہوئے معاہدے کو اس کے طرف پھینک دیں۔ اور اینٹ کا جواب پتھر سے دیں۔

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

اَلتَّمَارِيْنُ (مشق)

السوال الاول (پہلا سوال): سورۃ الانفال کی ان آیات میں مسلمانوں کی جہاد کے لئے تیاریاں دیکھ کر منافقین نے کیا تبصرہ کیا؟

الجواب: جنگ بدر کے تیاری کے سلسلے میں منافقین نے مسلمانوں کے تعداد اور ان کے وسائل پر نظر ڈالا۔ اور دوسری طرف لشکر کفار اور ان کے وسائل پر نظر ڈالا۔ تو منافقین حیران رہ گئے۔ اور کہنے لگے کہ یہ مسلمان تو بہت کم عقل ہیں۔ یہ تو اندھے ہو چکے ہیں۔ کہیں کفار کی یہ لشکر جرار اور کہیں یہ چند لوگ۔ آخر یہ مسلمان اپنے موت اور تباہی کے کیوں درپے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ ان کا دماغ خراب ہو چکا ہے۔ جس کی وجہ سے اسے اپنے اچھائی اور برائی کے اثرات نظر نہیں آتے۔ اور خود کو موت کے منہ میں دھکیل رہے ہیں۔

السوال الثانی (دوسرا سوال): کفار کی جانب سے عہد شکنی کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو کیا ہدایات دیں؟

الجواب: مدینہ میں حضور ﷺ کے کاوشوں سے مسلمانوں اور وہاں کے رہائشی یہودیوں کے درمیان یہ معاہدہ طے ہوا کہ ایک دوسرے کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔ اور اگر کوئی مدینہ منورہ پر حملہ کی غرض سے آئے تو سب مل کر اس کا مقابلہ کریں گے۔ تاہم جنگ بدر اور دوسرے اہم موقعوں پر یہودی اپنے معاہدے سے پسپا ہو گئے۔ اور الٹا لشکر کفار کی مدد کی۔ اللہ تعالیٰ کو یہ عہد شکنی سخت ناگوار گزری۔ اور پیغمبر کو حکم دیا کہ آپ ﷺ بھی ان لوگوں کے ساتھ کئے گئے معاہدے اس کی طرف پھینک دیں۔ اس کے علاوہ آپ نے اگر دوسرے قبیلوں کے ساتھ معاہدہ کیا ہو اور اس قبیلے کے نیتوں میں فرق محسوس کرتے ہو۔ تو اس کے ساتھ بھی معاہدہ ختم کرو۔ اور اگر متعلقہ قبیلہ سرکشی اختیار کریں۔ تو اس سے سختی سے نمٹ جائیں۔ اور عبرتناک شکست دیں۔ تاکہ آئندہ کے لئے کوئی قبیلہ ایسا کرنے کی جرأت نہ کر سکیں۔

السوال الثالث (تیسرا سوال): اس سبق میں فرعون اور آل فرعون کی ہلاکت اور بربادی کے کیا اسباب بیان کئے گئے ہیں؟

الجواب: فرعون اور آل فرعون کی ہلاکت کے اسباب مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) خدا تعالیٰ کی آیات مبارکہ سے انکار:

فرعون اور آل فرعون اللہ تعالیٰ کی آیات سے صاف انکار کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ یہ سب موسیٰؑ کی خود ساختہ باتیں ہیں۔ اس میں کوئی سچائی نہیں ہے۔ آخر میں تو وہ اس قدر خود سر ہو گئے کہ کہتے تھے کہ اگر موسیٰؑ سچ بھی کہتے ہیں۔ تو بھی ہم اس کو نہیں مانتے۔ جب کوئی قوم اس قدر سرکش اور خود سر بن جاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم پر ضرور عذاب نازل کرتا ہے۔ اور اس کو صفحۂ ہستی سے مٹاتا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو جھٹلانا:

فرعون اور آل فرعون نے حضرت موسیٰؑ سے کہا۔ کہ اگر آپ اللہ تعالیٰ کے سچے پیغمبر ہے تو کوئی معجزہ دکھا۔ حضرت موسیٰؑ نے اپنا عصا پھینکا۔ تو وہ ایک زندہ اژدھا بن گیا۔ یہ دیکھ کر وہ کہنے لگے کہ یہ تو کھلا جادو ہے اور موسیٰؑ کو جادوگر کہنے لگے۔ اور جب شہر کے دوسرے جادوگروں نے موسیٰؑ کی تصدیق کی کہ وہ واقعی اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں۔ جادوگر نہیں۔ تو فرعون نے ان جادوگروں کو بھی مار ڈالا۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون اور آل فرعون کو راہ راست پر لانے کے لئے ان پر چھوٹے موٹے عذاب نازل کئے مگر وہ کم بخت باز نہ آئے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے اس پر بڑی عذاب نازل کی۔ اور اس کو سمندر میں غرق کر کے اس کا قصہ تمام کر دیا۔

السوال الرابع (چوتھا سوال): مندرجہ ذیل آیت کا مفہوم بیان کریں۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۞ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۞

الجواب: ترجمہ: ”اور کاش تم اس وقت (کی کیفیت) دیکھو جب فرشتے کافروں کی جانیں نکالتے ہیں۔ ان کے مونہوں اور پیٹھوں پر (کوڑے اور ہتھوڑے) وغیرہ مارتے (ہیں اور کہتے ہیں کہ اب) عذاب آتش کا مزہ چکھو۔ یہ ان (اعمال) کی سزا ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں اور یہ (جان رکھو) کہ خدا بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔“

تشریح: اس آیت میں جنگ بدر کا بیان ہے جنگ بدر میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح یاب کرنے کے لئے ان کی نصرت کی۔ اور فرشتے نازل فرمائے۔ یہ فرشتے کافروں

پر پے درپے وار کررہے تھے۔ کہ یہ کچھ اب ہورہا ہے۔اس سزا کا تعلق تو دنیا سے ہے۔ابھی آخرت کی عذاب کا سامنا کرنا ہے۔قیامت کے دن عذاب الیم کا سامنا کرو گے۔اور جہنم کی آگ میں ڈال دیئے جاؤ گے۔اور جہنم میں ہمیشہ کے لئے رہیں گے۔اور یہ لوگ جو عذاب میں گرفتار ہیں اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا تھا۔ کہ ان لوگوں پر عذاب نازل ہو۔لیکن یہ لوگ اس قدر بدکار اور سرکش ہو گئے۔ کہ عذاب کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ان کو اپنے کیئے کی سزا مل رہی ہے۔

السوال الخامس: مندرجہ ذیل میں ہر لفظ کے سامنے چار معنی دئیے گئے ہیں۔ جو زیادہ صحیح ہوں اس پر نشان لگائیں۔

(۱) غر کے معنی:

(الف) خبط میں ڈالا (ب) آزاد کیا (ج) پہاڑ (د) پاگل کیا

(۲) عذاب الحریق کے معنی

(الف) مارنے کا عذاب (ب) جلنے کا عذاب

(ج) خوفناک عذاب (د) جہنم کا عذاب

(۳) کداب کے معنی:

(الف) طریقہ (ب) جانور (ج) دوریہ (د) جگادو

(۴) شرد کے معنی:

(الف) دوڑادو (ب) ڈرادو (ج) بھگادو (د) جگادو

(۵) فانبذ کے معنی:

(الف) تاردو (ب) مٹادو (ج) پھینک دو (د) کھینچ دو

جوابات:

۱۔ (الف)، ۲۔(ب)، ۳۔ (الف)، ٤۔ (ج)، ٥۔ (ج)

ooooooooooooooooooooooo

اَلدَّرْسُ الثَّالِثُ (الف)

سورۃ الانفال (آیات ۵۹ تا ۶۴)

وَلَا يَحْسَبَنَّ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	سَبَقُوْا ط	اِنَّهُمْ
اور گمان نہ کریں	وہ جو	انہوں نے کفر کیا	وہ سبقت لے جائیں گے	بے شک وہ

اور کافر یہ خیال نہ کریں کہ وہ بھاگ نکلے ہیں وہ (اپنی چالوں سے ہم کو) ہرگز

لَا يُعْجِزُوْنَ ۵۹	وَاَعِدُّوْا	لَهُمْ	مَّا	اسْتَطَعْتُمْ
عاجز نہیں کریں گے	اور تیار کرو	لئے ان	جس	تم استطاعت رکھو

عاجز نہیں کرسکتے اور جہاں تک ہو سکے (فوج کی جمعیت کے) زور

مِّنْ	قُوَّةٍ	وَّمِنْ	رِّبَاطِ	الْخَيْلِ	تُرْهِبُوْنَ
سے	قوت	اور سے	بندھے رہنے	گھوڑے	خوف زدہ کرو

سے اور گھوڑوں کے تیار رکھنے سے ان کے (مقابلے کے) لئے مستعد ہو کہ

بِهٖ	عَدُوَّ	اللّٰهِ	وَعَدُوَّكُمْ	وَاٰخَرِيْنَ	مِنْ	دُوْنِهِمْ ج
سے اس	دشمن	اللہ	اور دشمن تمہارے	اور دوسرے	سے	علاوہ ان کے

اس سے خدا کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں اور ان کے سوا اور لوگوں پر

لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ج	اَللّٰهُ	يَعْلَمُهُمْ ط	وَمَا
تم نہیں جانتے ان کو	اللہ	جانتا ہے ان کو	اور جو

جن کو تم نہیں جانتے اور خدا جانتا ہے، ہیبت بیٹھی رہے گی۔

تُنْفِقُوْا	مِنْ	شَيْءٍ	فِيْ	سَبِيْلِ	اللّٰهِ	يُوَفَّ
تم خرچ کرتے رہو	سے	کچھ چیز	میں	راہ	اللہ	پورا دیا جائیگا

اور تم جو کچھ راہ خدا میں خرچ کرو گے اس کا ثواب تم کو پورا پورا دیا جائیگا۔

اِلَيْكُمْ	وَ	اَنْتُمْ	لَا تُظْلَمُوْنَ (۶۰)	وَاِنْ	جَنَحُوْا
طرف تمہاری	اور	تم	پر ظلم نہیں ہوگا	اور اگر	آمادہ ہوں

اور تمہارا ذرا نقصان نہیں کیا جائے گا۔ اور اگر یہ لوگ صلح

لِلسَّلْمِ	فَاجْنَحْ	لَهَا	وَتَوَكَّلْ	عَلَى	اللّٰهِ ط
لئے صلح سلامتی	پس آمادہ ہو جاؤ	لئے اس	اور بھروسہ کرو	پر	اللہ

کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اس کی طرف مائل ہو جاؤ اور خدا پر بھروسہ رکھو۔

اِنَّهٗ	هُوَ	السَّمِيْعُ	الْعَلِيْمُ (۶۱)	وَاِنْ	يُّرِيْدُوْٓا
بے شک وہ	وہ	سننے والا	جاننے والا	اور اگر	ارادہ رکھیں

کچھ شک نہیں کہ وہ سب کچھ سنتا (اور) جانتا ہے۔ اور اگر یہ چاہیں کہ تم کو

اَنْ	يَّخْدَعُوْكَ	فَاِنَّ	حَسْبَكَ	اللّٰهُ ط	هُوَ	الَّذِيْٓ
کہ	دھوکہ دیں تم کو	پس بے شک	کافی تم	اللہ	وہ	جن

فریب دیں تو خدا تمہیں کفایت کرے گا۔

اَيَّدَكَ	بِنَصْرِهٖ	وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ (۶۲)	وَ اَلَّفَ
تائید کی تم کو	سے مدد اس کی	اور مومنوں سے	اُلفت ڈال دی

وہی تو ہے جس نے تم کو مدد سے اور مسلمانوں (کی جمعیت) سے تقویت بخشی۔

بَيْنَ	قُلُوْبِهِمْ ط	لَوْ اَنْفَقْتَ	مَا	فِي	الْاَرْضِ	جَمِيْعًا
درمیان	دل (جمع) ان کے	اگر تم خرچ کر دیتے	جو	میں	زمین	سب

اور ان کے دلوں میں الفت پیدا کر دی۔ اگر تم دنیا بھر کی دولت خرچ کرتے

مَّآ	اَلَّفْتَ	بَيْنَ	قُلُوْبِهِمْ	وَلٰكِنَّ	اللّٰهَ	اَلَّفَ
نہ	تم جوڑ سکتے	درمیان	دل (جمع) ان کے	اور لیکن	اللہ	جوڑ دیے

تب بھی ان کے دلوں میں الفت پیدا نہ کرسکتے۔

بَيْنَهُمْ ط	اِنَّهٗ	عَزِيْزٌ	حَكِيْمٌ ﴿۶۳﴾	يٰٓاَيُّهَا	النَّبِيُّ
درمیان ان کے	بے شک وہ	غالب	دانا	اے	نبی

مگر خدا ہی نے ان میں الفت ڈال دی۔ بے شک وہ زبردست

حَسْبُكَ	اللّٰهُ	وَمَنْ	اتَّبَعَكَ	مِنَ	الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۴﴾
کافی تمہیں	اللہ	اور جو	پیروی کرتے ہیں تمہاری	سے	مومنین

(اور) حکمت والا ہے، اے نبیؐ! خدا تم کو اور مومنوں کو جو تمہارے پیرو ہیں کافی ہے۔

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيْبُ

(۱) اَعِدُّوْا: (تیار کرو، فراہم کرو)

تشریح: ان سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ جہاد کے لئے تیاری کریں۔ اور دشمن کے وسائل کے مطابق وسائل پیدا کریں۔ اور کسی بھی ہنگامی صورت حال سے نمٹنے کے لئے اپنے آپ کو تیار رکھیں۔

(۲) لَا يُعْجِزُوْنَ (وہ تھکا نہیں سکتے، ہرا نہیں سکتے، عاجز نہیں کر سکتے):

تشریح: اللہ تعالیٰ کافروں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ کافر جو کہ میدان جنگ بدر میں بری شکست کھا چکے ہیں۔ اب یہ اگر اسلام کے خلاف سازشیں کریں۔ تو کبھی بھی ان کی سازشیں کامیاب نہیں ہوں گے۔ فتح ہمیشہ حق کی ہوگی۔ بشرط یہ کہ مسلمان اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی گزاریں۔ اور اتحاد برقرار رکھیں۔

(۳) يُوَفَّ: (پورا کیا جائے گا)

تشریح: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ کے راستے میں مسلمان جتنا بھی مال و دولت خرچ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کا پورا پورا اجر دیگا۔ اور قیامت کے دن ان پر اپنے نعمتیں تمام کر دے گا۔

(۴) لِلسَّلْمِ: (صلح کے لئے)

تشریح: ان دونوں الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ اگر کفار آپ سے کسی قسم کا صلح کرنے پر راضی ہو تو آپ بھی مفاہمت کے لئے ہاتھ بڑھائیں۔ اور دشمن کے تیور پر نظر رکھیں اگر اس کے نیتوں پر کچھ شک ہو تو ہر وقت اپنے معاہدے پر نظر ثانی کے لئے تیار رہیں۔ غفلت میں نہ رہیں۔

(۶) اَيَّدَ: (اس نے تائید کی۔ تقویت بخشی)

تشریح: اوس اور خزرج دو ایسے قبیلے تھے جن کے درمیان شدید اختلافات تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان قبیلوں کے درمیان اتحاد اور محبت کا بیج بویا۔ یہ دونوں قبیلے ایک ہو گئے۔ اور اسلام کے ایک پرچم تلے جمع ہو گئے۔ اس سے مسلمانوں کی قوت کو تقویت ملی۔

(۷) حَسْبُكَ اللّٰهُ : (تجھ کو کافی ہے اللہ)

تشریح: اللہ تعالیٰ حضور ﷺ سے مخاطب ہے وہ فرماتا ہے کہ آپ ﷺ اور فرزندان اسلام بالکل فکر نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے۔ وہ تمہارا حامی و ناصر ہے۔

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

اَلتَّمَارِيْنُ (مشق)

السوال الاول (پہلا سوال): ان آیات میں جہاد کی تیاری کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کیا حکم دیا؟

الجواب: جہاد کی تیاری کے لئے اللہ تعالیٰ نے جن احکامات کو صادر کیئے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) اللہ فرماتا ہے کہ دشمن کے مقابلے کے لئے ہروقت اپنے آپ کو تیار رکھو۔اور زیادہ سے زیادہ وسائل اکٹھا کرو۔تا کہ آپ اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کے قابل ہو جائے۔

(۲) جنگ کے دوران سواری کے لئے اچھے اور صحت مند گھوڑے رکھواور اس کو اچھی طرح تربیت دو۔

نوٹ: چونکہ آج کل ایٹمی دور ہے۔اور ٹیکنالوجی نے بہت ترقی کی ہے لہٰذا اب مسلمانوں کے پاس جدید دور کے تقاضوں کے مطابق ایٹم بم، راکٹ، میزائل، جنگی جہاز، ٹینک، وغیرہ جیسے آلات جنگ ہونے چاہیے۔جدید ٹیکنالوجی کے حصول کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو ہوشیار بھی رہنا چاہیے۔سیاسی عمل اور سیاسی حکمت عملی سے بھی دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔کیونکہ آج کل مسلمان اکثر میدان جنگ میں جیتی ہوئی جنگ کو مذاکرات کے میز پر ہار جاتے ہیں۔

(۳) اللہ تعالیٰ ہمیں یہ بھی حکم دیتا ہے کہ ہمیں اپنے اتحاد اور جنگی ساز وسامان کی بدولت دشمن پر ہر وقت رعب جمانا چاہیے۔تا کہ وہ بھی ہمارے ساتھ ٹکر لینے سے باز رہے۔

(۴) اللہ ہمیں مالی اور جانی دونوں طرح کے جہاد کا حکم دیتا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ترین مال وہ ہے جو کہ اسلام کی سربلندی کے لئے خرچ کی جائے۔اور محبوب ترین لہو وہ ہے جو کہ اسلام کی سربلندی کی خاطر قربان کی جائے۔

السوال الثانی (دوسرا سوال): مندرجہ ذیل عبارت کا مفہوم بیان کریں؟

(الف): وَاَعِدُّوا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ

(ب): هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ وَ اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ

مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ

(ج): یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ

الجواب: (**الف**): وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَیْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِیْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ج اَللّٰهُ یَعْلَمُهُمْ

ترجمہ: ''اور جہاں تک ہو سکے ان کافروں کے مقابلے کے لئے طاقت فراہم کرلو۔اور پلے ہوئے گھوڑوں کو بھی تیار رکھو کہ اس کے ذریعے تم رعب جمائے رکھو اللہ تعالیٰ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں پر بھی اور دوسرے لوگوں پر بھی جن کو تم نہیں جانتے اللہ تعالیٰ ان کو جانتا ہے۔''

تشریح: اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو جہاد کی تیاری کی تاکید کرتا ہے فرماتا ہے کہ اے مسلمانو! دشمن کے مقابلے کے لئے تیاری کرو،اور کسی بھی وقت ہر قسم کے ہنگامی حالات سے نمٹنے کے قابل بن جاؤ۔اپنے طاقت کو بڑھانے کے لئے اتحاد کا مظاہرہ کرو۔اور بہترین وسائل اکٹھا کرو۔اچھے نسل کے گھوڑے پالو۔اس کو خوب تربیت دو اور اس کو چاق و چوبند رکھو تاکہ میدان جنگ میں تمہارے کام آئے۔آج کل کے ایٹمی دور میں ہمیں جدید ساز و سامان یعنی جنگی جہاز،راکٹ،میزائل،ٹینک،ایٹم بم وغیرہ جیسے ہتھیار تیار کرنی چاہیے۔تاکہ ہم دشمن کے دور جدید کے اسلحہ کا مقابلہ کر سکیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں یہ بھی حکم دیتا ہے کہ اپنے جنگی ساز و سامان کی خوب نمائش کرو۔تاکہ دشمن پر رعب قائم رہے۔اور تمہارے طرف میلی آنکھ سے نہ دیکھیں۔

الجواب: (**ب**): هُوَ الَّذِیْٓ اَیَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ وَ اَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ وہی تو ہے جس نے اپنی مدد اور مومنوں کے ذریعہ تم کو قوت عطاء کی۔اور مومنوں کے دلوں کو باہم جوڑ دیا۔اگر زمین کی تمام چیزیں تم خرچ کر ڈالتے تب بھی ان کے دلوں کو نہیں جوڑ سکتے مگر اللہ تعالیٰ ہی نے ان کے درمیان الفت پیدا کر دی''

تشریح: اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جو اپنے قدرت سے مسلمانوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے

پیار و محبت اجاگر کرتا ہے۔ان کے دلوں سے نفرت کی بیج ہٹا دیتا ہے۔اور آپس میں بھائی بھائی بنا دیتا ہے۔اور پھر ان کے اتفاق سے دشمن زیر ہو جاتا ہے۔اس طرح کی پیار و محبت اور ایثار و قربانی کی بہترین مثال مہاجرین وانصار تھے۔جس نے ایک دوسرے کو بھائی بھائی بنا دیا۔اور ایک دوسرے کو وراثت میں بھی حقدار بنا دیا اس سے مسلمانوں کی طاقت کو چار چاند لگ گئے۔اس طرح اوس وخزرج دو ایسے قبیلے تھے جن کے درمیان شدید اختلافات تھے اور سالوں سال ایک دوسرے سے لڑتے رہتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی قوت کو بڑھانے کی خاطر ان دونوں قبیلوں کے نفرت کی خلیج ختم کر دی۔اور پیار و محبت کی فضا قائم کی۔اور یہ دونوں قبیلے متحد ہو گئے۔ان کی اتحاد سے اسلام کو مذید تقویت ملی۔اور دشمن میں مایوسی پھیل گئی۔

الجواب:(ج) : يَاۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

ترجمہ: "اے نبی ﷺ خدا آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے پیروکار مومنوں کے لئے کافی ہے۔"

تشریح: اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ میرے پیغمبر! فکر نہ کریں۔میں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کے ساتھ ہوں۔اور ہر مشکل وقت میں میرا نصرت آپ کے ساتھ ہوگا۔مسلمانوں کی قوت کو بڑھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے عمرؓ،حمزہؓ، خالد بن ولیدؓ، ابوسفیانؓ وغیرہ جیسے بہادر لوگوں کو مشرف بہ اسلام کیا۔اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے مختلف قبائل کے درمیان نفرت ختم کی۔اور وہ اتحاد و اتفاق سے رہنے لگے۔جس سے اسلام کے راہ میں حائل مشکلات میں کمی ہوئی۔اس طرح مختلف جنگوں میں بھی اللہ تعالیٰ کی نصرت مسلمانوں کے ساتھ تھی۔مثال کے طور پر جنگ بدر میں مسلمانوں کو ذہنی سکون عنایت فرمایا۔اس کو پرسکون نیند عنایت فرمائی۔اس کے نظروں میں دشمن کی تعداد کو کم دکھائی دیا۔فرشتوں کو لگاتار نازل کیے۔جنھوں نے مسلمانوں کے ساتھ مل کر دشمن پر پے در پے وار کیے۔اور دشمن میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ گئے۔

السوال الثالث: مندرجہ ذیل میں ہر لفظ کے سامنے چار معنی دئیے گئے ہیں۔ جو زیادہ صحیح ہوں اس پر نشان لگائیں۔

(۱) اعدو کے معنی:

(الف)تیار کرو (ب)مٹاڈالو (ج)خوف کرو (د)دشمن

6 (۲) یوف کے معنی:

(الف)پورا کیا جائے گا (ب)ختم کیا جائے گا

(ج)توڑدیا جائے گا (د) مانا جائے گا

(۳) جنحوا کے معنی:

(الف)خوف کھا گئے (ب)مٹ گئے (ج)وہ مائل ہوئے (د)جنگ کر گئے

(۴) للسلم کے معنی:

(الف)صلح کے لئے (ب)امن کے لئے (ج)سلامتی کے لئے (د)دوستی کے لئے

(۵) ابد کے معنی ہے:

(الف)اس نے تردید کی (ب)اس نے تائید کی

(ج)اس نے یہ مانی (د)وہ نہ مانا

جوابات:

۱۔ (الف)، ۲۔(الف)، ۳۔ (ج)، ٤۔ (الف) ، ٥۔ (ب)

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

اَلدَّرْسُ الثَّالِث (ب)

سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ (آیات 65 تا 69)

يٰٓاَيُّهَا	النَّبِيُّ	حَرِّضِ	الْمُؤْمِنِيْنَ	عَلَى	الْقِتَالِ ط
اے	نبی	ابھار دو	مومنوں	پر	جنگ

اے نبی ﷺ مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو۔

اِنْ	يَّكُنْ	مِّنْكُمْ	عِشْرُوْنَ	صٰبِرُوْنَ	يَغْلِبُوْا
اگر	ہوں	سے تم	بیس	صابر	غالب آئیں گے

اگر تم میں بیس آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے۔

مِائَتَيْنِ ج	وَاِنْ	يَّكُنْ	مِّنْكُمْ	مِّائَةٌ	يَّغْلِبُوْٓا
دوسو	اگر	ہوں	سے تم	سو	غالب آئیں گے

تو دوسو کافروں پر غالب رہیں گے اور اگر سو (ایسے) ہوں گے۔

اَلْفًا	مِّنَ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	بِاَنَّهُمْ	قَوْمٌ
ہزار	سے	جن/جنہوں نے	کفر کیا	اس لئے کہ وہ	لوگ

تو ہزار پر غالب آئیں گے اس لئے کہ کافر ایسے لوگ ہیں کہ کچھ بھی

لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿٦٥﴾	اَلْـٰٔنَ	خَفَّفَ	اللّٰهُ	عَنْكُمْ
سمجھ نہیں رکھتے	اب	تخفیف کی	اللہ	سے تم

سمجھ نہیں رکھتے۔ اب خدا نے تم پر سے بوجھ ہلکا کر دیا اور

وَعَلِمَ	اَنَّ	فِيْكُمْ	ضَعْفًا ط	فَاِنْ	يَّكُنْ
اور جان لیا	بے شک	میں تم	کمزوری	پس اگر	ہوں

معلوم کر لیا کہ (ابھی) تم میں کسی قدر کمزوری ہے۔ پس اگر تم میں ایک

مِّنْكُمْ	مِّائَةٌ	صَابِرَةٌ	يَّغْلِبُوْا	مِائَتَيْنِ ج
سے تم	سو	صابر	غالب آئیں گے	دوسو

سو (۱۰۰) ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو دوسو پر غالب آئیں گے۔

وَاِنْ	يَّكُنْ	مِّنْكُمْ	اَلْفٌ	يَّغْلِبُوْٓا	اَلْفَيْنِ
اور اگر	ہوں	سے تم	ہزار	غالب آئیں گے	دوہزار

اور اگر ایک ہزار ہوں گے تو خدا کے حکم سے دو ہزار پر غالب رہیں گے۔ اور

بِاِذْنِ	اللّٰهِ ط	وَاللّٰهُ	مَعَ	الصّٰبِرِيْنَ ۶۶	مَا
سے حکم اذن	اللہ	اور اللہ	ساتھ	صبر کرنے والے	نہیں

خدا ثابت قدم رہنے والوں کا مددگار ہے۔ پیغمبر

كَانَ	لِنَبِيٍّ	اَنْ	يَّكُوْنَ	لَهٗٓ	اَسْرٰى	حَتّٰى
ہے	لئے نبی	کہ	ہوں	لئے اس	قیدی	یہاں تک

کو شایاں نہیں کہ اس کے قبضے میں قیدی رہیں جب تک

يُثْخِنَ	فِي	الْاَرْضِ ط	تُرِيْدُوْنَ	عَرَضَ
کچل دے	میں	زمیں	تم چاہتے ہو	سروسامان

(کافروں کو قتل کرکے) زمین میں کثرت سے خون (نہ) بہادے تم لوگ دنیا کے

اَلدُّنْيَا ق	وَاللّٰهُ	يُرِيْدُ	الْاٰخِرَةَ ط	وَاللّٰهُ	عَزِيْزٌ
دنیا	اور اللہ	چاہتا ہے	آخرت	اور اللہ	غالب

مال کے طالب ہو۔ اور خدا آخرت (کی بھلائی) چاہتا ہے۔ اور خدا غالب

حَكِيْمٌ ۶۷	لَوْلَا	كِتٰبٌ	مِّنَ	اللّٰهِ	سَبَقَ	لَمَسَّكُمْ
حکیم	اگر نہ	نوشتہ	سے	اللہ	پہلے ہوتا	ضرور آلیتا

حکمت والا ہے۔ اگر خدا کا حکم پہلے نہ ہو چکا ہوتا تو جو (فدیہ) تم نے

فِيۡمَآ	اَخَذۡتُمۡ	عَذَابٌ	عَظِيۡمٌ ﴿۶۸﴾
تم میں جو	لیا تم نے	عذاب	عظیم

لیا ہے اس کے بدلے تم پر عذاب نازل ہوتا۔

فَكُلُوۡا	مِمَّا	غَنِمۡتُمۡ	حَلٰلًا	طَيِّبًا
پس کھاؤ	سے جو	تم نے مال غنیمت حاصل کیا	حلال	پاک

تو جو مال غنیمت تمہیں ملا ہے اسے کھاؤ (کہ وہ تمہارے لیے) حلال طیب

وَاتَّقُوا	اللّٰهَ ؕ	اِنَّ	اللّٰهَ	غَفُوۡرٌ	رَّحِيۡمٌ ﴿۶۹﴾ ع
ڈرو	اللہ	بے شک	اللہ	درگزر کرنے والا	رحم کرنیوالا

(ہے) اور خدا سے ڈرتے رہو، بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيبُ

(۱) حَرِّضْ: (شوق دلاؤ، ابھارو)

تشریح: اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کو فرماتا ہے کہ آپ ﷺ لوگوں کو جہاد کی ترغیب دیں۔ اور جہاد کی اہمیت اجاگر کردیں تاکہ ان لوگوں کا شوق بڑھ جائے۔ اور دشمن کے سامنے آہنی چٹان بن جائیں۔

(۲) اَسْرٰی: (قیدی)

تشریح: اس سے مراد وہ جنگی قیدی ہیں جو کہ جنگ بدر اور دوسرے جنگوں میں مسلمانوں نے گرفتار کئے۔

(۳) يُثْخِنَ: (وہ خونریزی کرے، کچل ڈالے)

تشریح: اس سے مراد یہ ہے کہ مسلمان کافروں کی بیخ کنی کرے اور اس کو کچل ڈالے تاکہ کفر کا زور ٹوٹ سکیں۔ کافروں کا خوب خون بہائیں۔ تاکہ کفر کا روز اور غلبہ ختم ہو۔

(۴) عَرَضَ الدُّنْيَا: (دنیا کے فائدے)

تشریح: جنگ بدر کے جنگی قیدیوں کو مسلمانوں نے فدیہ کے عوض رہا کئے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ کہ آپ لوگ دنیاوی فائدے کو ترجیح دے رہے ہیں۔ جبکہ میں تمہارے آخرت کی زندگی فائدہ مند بنانا چاہتا ہوں۔

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

اَلتَّمَارِیْنُ (مشق)

السوال الاول (پہلا سوال): اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جہاد پر ابھارنے کے لئے کیا ترغیب دی ہے؟

الجواب: اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جہاد پر ابھارنے کے لئے جو ترغیبات دی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) اگر مسلمان ہمت کا مظاہرہ کریں اور ثابت قدم رہیں تو 200 کافروں کے لئے 20 مسلمان کافی ہیں

(۲) اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی نصرت فرمائے گا۔ اور جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعے مسلمانوں کی مدد کی۔

(۳) اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ترین لہو شہید کی لہو ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ترین مال جہاد کے راستے میں خرچ ہونے والا مال ہے۔

(۵) اللہ شہید کی خون اور جسم کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اسی وجہ سے شہید کو اس کے خون الود کپڑوں سمیت بغیر غسل کے دفن کرنے کا حکم صادر فرماتے ہیں۔

(۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دین اسلام کے سربلندی کی خاطر جو لوگ شہید ہوتے ہیں اسے مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں اس کی زندگی کا شعور نہیں ہے۔

مندرجہ بالا نکات جہاد کی فضائل ظاہر کرتے ہیں اور اسکو سن کر مسلمانوں میں جہاد کے لئے جوش و جذبہ بیدار ہو جاتا ہے۔

السوال الثانی (دوسرا سوال): مندرجہ ذیل عبارت کا مفہوم بیان کریں؟

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ۔ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ۔

الجواب: (**ترجمہ**): "نہیں مناسب نبی ﷺ کے لئے کہ ہوں اس کے پاس جنگی قیدی یہاں تک کہ اچھی طرح زمین میں کفار کی خونریزی نہ کرے تم تو دنیا کا مال و اسباب چاہتے ہو اور اللہ تعالیٰ

آخرت (کی مصلحت) کو چاہتا ہے۔

تشریح: جنگ بدر کے موقع پر جب لشکر کفار کو شکست ہوئی۔ تو وہ بہت سارا سامان چھوڑ کر بھاگنے لگے۔ اس دوران مسلمان مال غنیمت اکٹھا کرنے میں مشغول ہو گئے۔ اور لوگوں کو جنگی قیدی بنانے لگے۔ حالانکہ اس کو چاہیے تھا۔ کہ دور تک دشمن کا تعاقب کرتے اور اس کو مار ڈالتے تاکہ اس کا زور اور بھی ٹوٹ جاتا کیونکہ بھاگنے والوں میں بہت با اثر کافر بھی تھے جنہوں نے بعد میں مسلمانوں کے لئے بہت مشکلات پیدا کیے۔ اس طرح جنگی قیدیوں کو فدیہ کے بدلے رہا کرنا بھی اللہ تعالیٰ کو ناپسند گزرا۔ اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ ان لوگوں کو پکڑنے کی بجائے اس کو میدان جنگ میں ہی مارنا چاہیے تھا۔ تاکہ کفار کے حوصلے پست سے پست ہو جاتے۔ اور آئندہ مسلمانوں کی طرف میلے آنکھ کے ساتھ دیکھنے کی جرات نہ کرتے اللہ تعالیٰ اس بات کی تاکید کرتا ہے کہ فدیہ دنیاوی فائدے کے مقابلے میں مسلمانوں کو آخرت کی فائدے کو ترجیح دینا چاہیے۔

السوال الثالث: مندرجہ ذیل میں ہر لفظ کے سامنے تین معنی دئیے گئے ہیں۔ جو زیادہ صحیح ہوں اس پر نشان لگائیں۔

(۱) یثخن کے معنی (الف) قتل کرے (ب) کچل ڈالے (ج) مسخر کردے (د) ختم کردے

(۲) عرض الدنیا کے معنی (الف) دنیا کے فائدے (ب) دنیا کے غرض (ج) دنیاوی مفاد (د) دنیا کے لئے

(۳) جو لوگ کافر ہیں وہ ایک دوسرے کے ۔۔۔۔۔۔۔ ہیں۔
(الف) دشمن (ب) رفیق (ج) محسن (د) دوست

(۴) حرض کے معنی: (الف) جگادو (ب) ابھارو (ج) اٹھادو (د) بھگادو

(۵) الفا کے معنی: (الف) سو (ب) ہزار (ج) محبت (د) لاکھ

جوابات:

۱۔ (ب)، ۲۔ (الف)، ۳۔ (ب)، ٤۔ (ب)، ٥۔ (ب)

الدرس الثالث (ج)

سورۃ الانفال (آیات ۷۰ تا ۷۵)

یٰۤاَیُّهَا	النَّبِیُّ	قُلْ	لِّمَنْ	فِیْۤ	اَیْدِیْكُمْ	مِّنَ
اے	نبی	کہو	لیے جو	میں	ہاتھوں تمہارے	سے

اے پیغمبر جو قیدی تمہارے ہاتھ میں (گرفتار) ہیں ان سے کہہ دو

الْاَسْرٰۤى لا	اِنْ	یَّعْلَمِ	اللّٰهُ	فِیْ	قُلُوْبِكُمْ
قیدی	اگر	معلوم ہوگا	اللہ	میں	دلوں تم

کہ اگر خدا تمہارے دلوں میں نیکی معلوم کرے گا تو جو (مال) تم

خَیْرًا	یُّؤْتِكُمْ	خَیْرًا	مِّمَّاۤ	اُخِذَ	مِنْكُمْ
خیر	دے گا تم کو	بہتر	سے جو	لیا گیا	تم سے

سے چھن گیا ہے اس سے بہتر تمہیں عنایت فرمائے گا۔ اور

وَیَغْفِرْ	لَكُمْ ط	وَاللّٰهُ	غَفُوْرٌ	رَّحِیْمٌ (۷۰)	وَاِنْ
اور وہ معاف کردے گا	لئے تم	اور اللہ	بخشنے والا	رحم کرنیوالا	اور اگر

تمہارے گناہ بھی معاف کردے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے اور اگر

یُّرِیْدُوْا	خِیَانَتَكَ	فَقَدْ	خَانُوا
وہ ارادہ رکھتے ہیں	خیانت تم سے	پس تحقیق	خیانت کی انہوں نے

یہ لوگ تم سے دغا کرنا چاہیں گے تو یہ پہلے ہی خدا سے دغا کر چکے ہیں۔

اللّٰهَ	مِنْ	قَبْلُ	فَاَمْكَنَ	مِنْهُمْ ط	وَاللّٰهُ
اللہ	سے	پہلے	پس قابو دیا	سے ان	اور اللہ

تو اس نے ان کو تمہارے قبضے میں کر دیا اور اللہ

عَلِيْمٌ	حَكِيْمٌ ۝	اِنَّ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَهَاجَرُوْا
جاننے والا	حکیم	بے شک	وہ جو	ایمان لائے	اور ہجرت کی

دانا اور حکمت والا ہے۔ جو لوگ ایمان لائے اور وطن سے ہجرت

وَجٰهَدُوْا	بِاَمْوَالِهِمْ	وَاَنْفُسِهِمْ	فِيْ
اور جہاد کیا	سے مال ان کی	اور جانیں ان کی	میں

کی اور خدا کی راہ میں اپنے مال اور جان سے لڑے وہ اور

سَبِيْلِ	اللّٰهِ	وَالَّذِيْنَ	اٰوَوْا	وَّنَصَرُوْٓا	اُولٰٓئِكَ
راہ	اللہ	اور جو	جگہ دی	اور مدد کی	یہ لوگ

جنہوں نے (ہجرت کرنے والوں کو) جگہ دی اور ان کی مدد کی وہ آپس میں

بَعْضُهُمْ	اَوْلِيَآءُ	بَعْضٍ ط	وَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَلَمْ
بعض ان	رفیق	بعض	اور وہ جو	ایمان لائے	اور نہ

میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں اور جو لوگ ایمان لے آئے۔

يُهَاجِرُوْا	مَا	لَكُمْ	مِّنْ	وَّلَايَتِهِمْ	مِّنْ
ہجرت کرے	نہیں	لیے تم	سے	رفاقت ان	سے

لیکن ہجرت نہیں کی تو جب تک وہ ہجرت نہ کریں تم کو ان کی رفاقت

شَيْءٍ	حَتّٰى	يُهَاجِرُوْا ج	وَاِنِ	اسْتَنْصَرُوْكُمْ
کچھ	یہاں تک	وہ ہجرت کریں	اور اگر	مدد مانگیں تم سے

سے کچھ سروکار نہیں اور اگر وہ تم سے دین (کے معاملات) میں مدد

فِي	الدِّيْنِ	فَعَلَيْكُمُ	النَّصْرُ	اِلَّا	عَلٰى	قَوْمٍ
میں	دین	پس پر تم	مدد	مگر	پر	قوم

طلب کریں تو تم کو مدد کرنی لازم ہے مگر ان لوگوں کے مقابلے میں کہ

بَيْنَكُمْ	وَبَيْنَهُمْ	مِّيْثَاقٌ ط	وَاللّٰهُ	بِمَا
درمیان تم	اور درمیان ان	معاہدہ	اور اللہ	سے جو

تم میں اور ان میں (صلح کا) عہد ہو (مدد نہیں کرنی چاہیے) اور

تَعْلَمُوْنَ	بَصِيْرٌ ﴿۷۲﴾	وَالَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	بَعْضُهُمْ
تم کرتے ہو	دیکھنے والا	اور وہ جو	انہوں نے کفر کیا	بعض ان

خدا تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے اور جو لوگ کافر ہیں (وہ بھی) ایک دوسرے

اَوْلِيَآءُ	بَعْضٍ ط	اِلَّا تَفْعَلُوْهُ	تَكُنْ	فِتْنَةٌ	فِى
رفیق	بعض	اگر تم کرو گے اس	ہوگا	فتنہ	میں

کے رفیق ہیں تو (مومنو) اگر تم یہ (کام) نہ کرو گے تو ملک میں

الْاَرْضِ	وَفَسَادٌ	كَبِيْرٌ ﴿۷۳﴾	وَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَ
زمین	اور فساد	بڑا	اور وہ جو	ایمان لائے	اور

فتنہ برپا ہو جائے گا اور بڑا فساد مچے گا اور جو لوگ ایمان لائے

هَاجَرُوْا	وَجٰهَدُوْا	فِىْ	سَبِيْلِ	اللّٰهِ	وَالَّذِيْنَ
انہوں نے ہجرت کی	اور جہاد کیا	میں	راہ	اللہ	اور وہ جو

: اور وطن سے ہجرت کر گئے اور خدا کی راہ میں لڑائیاں کرتے رہے

اٰوَوْا	وَّنَصَرُوْٓا	اُولٰٓئِكَ	هُمُ	الْمُؤْمِنُوْنَ
جگہ دی	اور مدد کی	یہ (لوگ)	وہ	مؤمن (جمع)

اور جنہوں نے (ہجرت کرنے والوں کو) جگہ دی اور ان کی مدد کی یہی لوگ

حَقًّا ط	لَهُمْ	مَّغْفِرَةٌ	وَّرِزْقٌ	كَرِيْمٌ ﴿۷۴﴾
سچے	لیے ان	مغفرت	اور رزق	بہترین

سچے مسلمان ہیں۔ ان کے لیے (خدا کے ہاں) بخشش اور عزت کی روزی ہے۔

وَ	وَ هَاجَرُوْا	بَعْدُ	مِنْ	اٰمَنُوْا	وَ الَّذِيْنَ
اور	اور ہجرت کی	بعد	سے	ایمان لائے	اور وہ جو

اور جو لوگ بعد میں ایمان لائے اور وطن سے ہجرت

مِنْكُمْ ط	فَاُولٰٓئِكَ	مَعَكُمْ	جٰهَدُوْا
سے تم	پس وہ لوگ	ساتھ تمہارے	جہاد کیا

کر گئے اور تمہارے ساتھ ہو کر جہاد کرتے رہے وہ بھی

بِبَعْضٍ	اَوْلٰى	بَعْضُهُمْ	الْاَرْحَامِ	وَ اُولُوْا
کے بعض	زیادہ حق دار	بعض ان	رشتے	والے

تمہیں میں سے ہیں اور رشتہ دار خدا کے حکم کی رو سے

عَلِيْمٌ ۝	شَيْءٍ	بِكُلِّ	اللّٰهَ	اِنَّ	اللّٰهِ ط	كِتٰبِ	فِيْ
جاننے والا	چیز	ہر	اللہ	بیشک	اللہ	کتاب	میں

ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے۔

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

اَلْکَلِمَاتُ وَالتَّرَکِیبُ

(۱) اٰوَوْا: (جگہ دی، پناہ دی)

تشریح: اُس سے مراد انصار مدینہ ہیں جنہوں نے مہاجرین کو پناہ دی اور آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔

(۲) اِسْتَنْصَرُوْا: (اُنہوں نے مدد چاہی)

تشریح: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے مدینہ کو ہجرت نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر یہ لوگ تم سے دین کے سلسلے میں کسی قسم کی مدد مانگے تو ان کی مدد کرنا تم پر لازم ہے۔

(۳) اُولُوالْاَرْحَامِ: (خون کے رشتہ دار)

تشریح: اللہ تعالیٰ خون کے رشتے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ کہ جو خون کے رشتے دار ہیں وہ میراث وغیرہ میں اولین حقدار ہیں۔

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

اَلتَّمَارِیْنُ (مشق)

السوال الاول(پہلا سوال): اللہ تعالیٰ نے سورۃ انفال کی ان آیات میں قیدیوں کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے؟

الجواب: جنگ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں دو طرح کے قیدی ہاتھ آئے۔ایک وہ جو بالکل کافر تھے۔دوسرے وہ جن کا دل ایمان سے منور ہو چکا تھا لیکن مجبوری کی عالم میں لشکر کفار کے ساتھ آئے تھے۔ان میں حضرت عباسؓ بھی شامل تھے۔جب کافی گفت وشنید کے بعد فیصلہ کیا گیا کہ فدیہ لیکر ان قیدیوں کو رہا کر دیا جائے گا تو حضرت عباسؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! ہم تو مسلمان ہو چکے ہیں۔اب ہم سے فدیہ کیوں وصول کیا جا رہا ہے۔اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بھیجی کہ فکر نہ کریں اگر دنیا میں کچھ مال تم سے بطور فدیہ لیا گیا ہے تو اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کے بدلے کئی گنا زیادہ اجر دے گا اور اپنے انعامات سے نوازے گا۔اس طرح فریب دینے والے قیدیوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو قیدی فریب سے کام لے اور عہد شکنی کا مرتکب ہو جائے تو یاد رکھیں کہ وہ بچ نہیں سکے گا اور کسی اور موقع پر مسلمانوں کے چنگل میں آجائے گا۔وہ اللہ تعالیٰ کے احاطے میں ہے اور اس کو اپنے کئے کی سزا ملے گی۔

السوال الثانی (دوسرا سوال): ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہجرت اور نصرت کے بارے میں کیا باتیں ارشاد فرمائیں؟

الجواب: جب مسلمانوں نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی تو وہاں پر مہاجرین اور انصار بھائی بھائی بن گئے اور انصار نے اپنے مہاجر بھائیوں کی بہت مدد کی حتیٰ کہ اپنے مال و جائیداد میں ان کو حصہ دار بنایا۔ان ایام میں صرف مہاجرین مسلمان آپس میں وراثت کے حقدار مانے جاتے تھے جبکہ وہ جس مسلمان جنہوں نے ہجرت نہیں کی تھی اُس کو وراثت میں حصہ دار نہیں بنایا جاتا تھا۔جب مکہ فتح ہوئی تو پھر وراثت کے بارے میں جامع اُصول وضع ہوئے اور وراثت کے لیے خونی رشتوں کو اولیت دی گئی۔اس کے علاوہ یہ بھی حکم ہوا کہ دُور رہنے والے مسلمان بھائی اگر مصیبت میں ہوں اور وہ مدد کے لئے پکارے تو اس کی مدد کرنا دوسرے مسلمان پر لازم ہے۔یعنی اگر کوئی مسلمان بھائی کسی کے ظلم وستم کا نشانہ بن رہا ہوں تو دوسرے مسلمانوں کو خاموش نہیں رہنا چاہیے اور اپنے مسلمان بھائی کی نصرت کرنی چاہیے۔

السوال الثالث(تیسرا سوال): مندرجہ ذیل عبارت کا مفہوم لکھیے؟

(الف): وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا۔

الجواب:(الف) وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا۔

ترجمہ: "اور جولوگ ایمان لے آئے اور وطن سے ہجرت کر گئے اور خدا کی راہ میں لڑائیاں کرتے رہے اور جنہوں نے (ہجرت کرنے والوں کو) جگہ دی اور ان کی مدد کی یہی لوگ سچے ہیں"۔

تشریح: اس آیت میں مہاجرین اور انصار کا ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جن مسلمانوں نے مشرکین مکہ کی ظلم وستم سے تنگ آ کر ہجرت کی اور بے سروسامانی کی حالت میں مدینہ کی طرف چل پڑے اور طرح طرح کی صعوبتیں برداشت کیے۔ اللہ تعالیٰ اس پر رشک کرتا ہے۔ اس پر فخر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کی یہ قربانیاں رائیگاں نہیں جائے گی۔ اُنہیں اس کا پورا پورا اجر ملے گا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ انصار مدینہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ انصار نے حقیقی معنوں میں مسلمان ہونے کا ثبوت دیا ہے اُنہوں نے بے سروسامان مہاجرین بھائیوں کو دل وجان سے قبول کیا اور مال وجائیداد میں بھی اُن کو حصہ دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان دونوں کے قربانیوں اور خلوص پر مجھے فخر ہے اور میں مہاجرین اور انصار کو اس کا پورا پورا اجر دوں گا اور اپنے نعمتیں ان پر تمام کردوں گا۔

السوال الرابع: **مندرجہ ذیل میں ہر لفظ کے سامنے چار معنی دئیے گئے ہیں۔ جو زیادہ صحیح ہوں اس پر نشان لگائیں۔**

(۱) اووا کے معنی: (الف) جگہ دی (ب) نکال دے
(ج) قسم کھائی (د) ختم کردے

(۲) استنصروا کے معنی: (الف) مدد نہیں دی (ب) انہوں نے مدد دی
(ج) انہوں نے مدد چاہی (د) انہوں نے جھگڑا کیا

(۳) اولوا الارحام کے معنی: (الف) دینی رشتہ دار (ب) خونی رشتہ داری

(ج)دوست (د)خیانت دار

(۴) سورۃ الانفال میں کونسے غزوہ کا تذکرہ ہے؟

(الف)احد (ب)بدر (ج)حنین (د)خندق

(۵) خانوا کے معنی:(الف)دغا کرنا (ب)وفا کرنا (ج)داغدار کرنا (د)خیانت کرنا

جوابات:

١۔ (الف)، ٢۔(ج)، ٣۔ (ب)، ٤۔ (ب)، ٥۔ (الف)

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

أَلْجُزْءُ الثَّانِیُ (حصہ دوم)

مِنْ هَدْیِ الْحَدِیْثِ

اعلیٰ ترین عمل اور دُعا

حدیث (۱): اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَفْضَلُ الدُّعَاءِ الْاِسْتِغْفَارُ

ترجمہ: ''سب سے زیادہ فضیلت والا عمل لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور بہترین دُعا اِسْتِغْفَارُ ہے۔

تشریح: حضورؐ کی اس حدیث مبارکہ کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے میں سب سے زیادہ فضیلت والے عمل کا ذکر ہے جبکہ دوسرے حصے میں سب سے زیادہ فضیلت والی دُعا کا ذکر ہے۔

(۱) سب سے زیادہ فضیلت والا عمل:

حضورؐ نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو سب سے زیادہ فضیلت والا عمل قرار دیا ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی ''توحید'' کا بیان ہے۔ یعنی یہاں ہم نے اس بات کی یقین کرنی ہے کہ اللہ ایک ہے۔ وہ رحیم وکریم ہے۔ وہ نہ کسی کا بیٹا ہے اور نہ کسی کا باپ۔

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور بندگی کے لائق نہیں۔ تمام ہستیاں اس کی محتاج ہیں۔ سب ایک اللہ سے مانگتے ہیں۔ وہ جسے چاہے بادشاہ بناتا ہے اور جسے چاہے غلام بنا دیتا ہے۔ وہ اپنے صفات، ذات اور افعال میں یکتا اور بے مثال ہے۔

اللہ تعالیٰ توحید کے بارے میں خود فرماتا ہے کہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ میرا قلعہ ہے اور جو میرے قلعے میں داخل ہو گیا وہ میرے عذاب سے بچ گیا۔

(۲) سب سے زیادہ فضیلت والی دُعا:

حضورؐ نے اِسْتَغْفَارُ کو سب سے زیادہ فضیلت والی دُعا قرار دیا ہے۔ استغفار کے معنی اپنے گناہوں کی معافی مانگنے کے ہیں۔

گناہ سے مراد اللہ اور رسولؐ کے احکامات کی خلاف ورزی اور ان کی قائم کردہ حدود سے تجاوز

کرنا ہے۔ اللہ تعاولی بہت ہی رحیم وکریم ذات ہے۔ اگر کسی سے غلطی سرزد ہو جائے اور وہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں تو اللہ تعالیٰ اس کی بخشش کرتا ہے۔ 7

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "اور اپنے پروردگار سے مغفرت چاہو اور اس کے آگے توبہ کرو بلاشبہ تمہارا ربّ بڑا ہی رحم فرمانے والا اور بہت ہی محبت کرنے والا ہے"۔

"استغفار" اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ دُعا ہے۔ لہٰذا ہمیں ہر نماز کے بعد استغفار کرنا چاہئے اور اپنی گناہوں کی معافی کی دُعا مانگتے رہنا چاہیے۔

استغفار کی اہمیت بیان کرتے ہوئے حضورؐ فرماتے ہیں کہ "خوشخبری ہے اُس شخص کے لئے جس کے عمل نامہ میں استغفار کثرت کے ساتھ پایا جائے"۔

ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "گناہ سے توبہ کرنے والا شخص ایسا پاک وصاف ہو جاتا ہے جیسے اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہ ہو"۔

تحصیل علم

حدیث (۲): طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ

ترجمہ: "علم کی طلب ہر مسلمان (مرد و عورت) پر فرض ہے"۔

تشریح: اس حدیث میں علم کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ علم کے معنی ہیں جاننا۔ ایک کامیاب مسلمان کے لئے دو طرح کے علوم جاننا ضروری ہے۔

ایک قسم کو دینی یا روحانی علم کہتے ہیں جس کی بدولت انسان کو یہ پتہ چل جاتا ہے کہ اس کا خالق اور مالک کون ہے؟ یہ کائنات کیوں پیدا کیا گیا؟ انسان کو دنیا میں کس مقصد کے لئے بھیجا گیا ہے۔ توحید کیا ہے؟ آخرت کیا ہے؟ جزا وسزا سے کیا مراد ہے؟ آخرت کی کامیاب زندگی حاصل کرنے کے لئے اُنہیں کیا کرنا ہے؟

دوسرے قسم کے علم کو دنیاوی علوم وفنون کہتے ہیں۔ اگر مسلمان دینی علم کے ساتھ ساتھ دنیاوی علوم بھی حاصل کریں تو وہ جدید علوم وفنون، سائنس اور ٹیکنالوجی میں مہارت حاصل کریں گے، دشمن کا

مقابلہ کرسکیں گے اور اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کے قابل ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ علم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "جاننے والے اور نہ جاننے والے کبھی برابر نہیں ہو سکتے"۔

حضورؐ علم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "علم حاصل کرو خواہ اس کے لئے تمہیں چین تک جانا پڑے"۔

ایک اور موقع پر فرمایا "پنگوڑے سے لے کر قبر تک علم حاصل کرو"۔

علم کی اہمیت کا اندازہ ہم جنگ بدر کے قیدیوں کے حوالے سے بھی لگا سکتے ہیں جو قیدی فدیہ ادا کرنے سے قاصر تھے حضورؐ نے ان کی رہائی کے لیے یہ شرط عائد کی کہ اگر وہ دس دس مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں تو ان کو رہا کر دیا جائے گا۔

تعلیم القرآن کی فضیلت اور اهمیت

حدیث (۳): خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَ عَلَّمَه‘

ترجمہ: "تم میں بہترین شخص وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور دوسروں کو سکھایا"۔

تشریح: اس حدیث میں حضورؐ نے تعلیم قرآن کی فضیلت اور اہمیت بیان کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ وہ بہترین شخص ہے جو قرآن سیکھتا ہے، قرآن ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اس میں زندگی کی راہنما اُصول بیان کئے گئے ہیں۔ یہ ہر لحاظ سے مکمل ہے اور قیامت تک کے لوگوں کے لئے ہدایت کا سرچشمہ ہے۔

اس طرح جو شخص کسی دوسرے مسلمان کو قرآن سکھائے گا تو بھی یہ شخص بہت بہترین ہے۔ ایسا کرنے سے قرآن کی تعلیم پھیلتا جائے گا اور ہر ایک قرآن کی علم وروشنی سے منور ہوتا جائے گا۔ ہر ایک کو یہ پتہ چل سکے گا کہ اس کی زندگی کا مقصد کیا ہے؟ یہ دنیا و آخرت کس لئے پیدا کئے گئے ہیں اور انسان کو اس سلسلے میں کس قسم کی طرز زندگی گزارنی ہے؟

قرآن کی فضیلت بیان کرتے ہوئے حضورؐ فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے ایک قوم کو بلند کرتا ہے تو دوسرے قوم کو پست کرتا ہے"۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ "جو شخص قرآن کو پڑھے اور جو چیز اس میں ہے اس پر عمل کرے تو

قیامت کے روز اس کے ماں باپ کو تاج پہنایا جائے گا"۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ "سورۃ یٰسین" قرآن پاک کا دل ہے جو شخص اُسے پڑھے اس کے لئے دس قرآن مجید پڑھنے کا ثواب رکھا جاتا ہے"۔

ایک بار درود کی فضیلت

حدیث نمبر ٤: مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مَرَّۃً فَتَحَ اللّٰہُ لَہٗ بَابًا مِنَ الْعَافِیَۃِ

ترجمہ: "جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا، اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے عافیت کا ایک دروازہ کھول دیا"۔

تشریح: اس حدیث میں حضورؐ نے "درود شریف" کی اہمیت اور فضیلت بیان کی ہے حضورؐ ہمارے لئے تو رحمت کا پیغمبر ہے بنی نوع انسان پر حضورؐ کے بے شمار احسانات ہیں اس لیے ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم آپ کے خدمت میں درود کے تحفے پیش کرے۔ درود شریف کی اہمیت کا اندازہ ہم اس آیت قرآنی سے لگا سکتے ہیں جس کا ترجمہ ہے "بیشک خدا اور اس کے فرشتے نبیؐ پر درود بھیجتے ہیں۔ مسلمانوں! تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو۔

حضورؐ "درود شریف" کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "جو اُمتی آپ پر ایک مرتبہ درود پڑھیں گے۔ اور جو شخص آپؐ پر ایک بار سلام پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ دس بار اس پر سلا بھیجے گا۔ اور دس درجات بلند کرے گا"۔

اس طرح ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ "جو شخص آپؐ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ دس بار اس پر درود پڑھے گا۔ اور جو شخص آپؐ پر ایک مرتبہ سلام پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ دس بار اس پر سلام بھیجے گا۔

درود و سلام پڑھنے سے ایک طرف ہم حضور ﷺ کے احسانات کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں تو دوسری طرف عظیم اجر و ثواب کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔

مومن کی سوچ قرآن کے مطابق

حدیث نمبر ٥: لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبِعًا لِّمَا جِئْتُ بِہٖ

ترجمہ: "تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک اسکی خواہش اس (تعلیم) کے مطابق نہ

ہو جائے جو میں لایا ہوں"

تشریح: اس حدیث میں حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حقیقتاً اس وقت مومن بن سکتا ہے جب وہ اپنی زندگی صرف اسلامی تعلیمات کے مطابق بسر کرتا ہے۔ اصل میں حضور ﷺ قرآن پاک کی اہمیت اجاگر کررہا ہے۔ قرآن پاک ایک مکمل ضابطہ حیات ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آخری کتاب ہے اور روز قیامت تک لوگ اس سے رہنمائی حاصل کرسکتے ہیں۔

اگر مسلمان اپنی خواہشات کو قرآن پاک کے احکامات کے تابع کرلیں۔ اور اسلامی حدود سے تجاوز نہ کریں۔ تو پھر اس سے کوئی برا عمل سرزد ہونے کا امکان نہیں رہتا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کا نیک بندہ بن جاتا ہے۔ وہ دنیا میں بھی کامیاب زندگی گزارتا ہے اور آخرت میں بھی کامیاب زندگی حاصل کرتا ہے۔ اللہ اس پر اپنی نعمتیں تمام کر دیتا ہے اور جنت میں انہیں عیش و آرام کی تمام آسائشیں فراہم کرتا ہے۔

چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کا احترام

حدیث نمبر ۶: لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا

ترجمہ: "وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا احترام نہ کرے"

تشریح: اس حدیث میں حضور ﷺ اخلاقی حقوق کے بارے میں تفصیل بیان فرماتے ہیں۔ کہ بڑوں کا فرض ہے کہ وہ بچوں کے ساتھ شفقت سے پیش آئیں۔ اور بچوں اور نوجوانوں کا فرض ہے کہ وہ بڑوں کا احترام کریں۔

چھوٹوں پر رحم کرنے سے مراد یہ ہے کہ بچوں کے ساتھ پیار محبت اور شفقت سے پیش آئیں۔ کیونکہ وہ جسمانی طور پر کمزور ہوتے ہیں۔ پوری طرح سمجھدار نہیں ہوتے اس لئے انہیں بڑوں کی امداد کی ضرورت ہوتی ہے۔

حضور ﷺ خود بھی بچوں پر نہایت شفقت فرماتے تھے۔ سفر کے دوران جو بھی بچہ راستے میں مل جاتا اس کو اپنے ساتھ سواری پر بٹھا دیتے تھے۔ اس طرح جب کبھی بچے سے ملتے تو آپ ﷺ خود ان پر سلام کرتے ان کو چومتے اور پیار کرتے۔

بڑوں کا احترام کرنے سے مراد یہ ہے کہ ہمارے بزرگ ساری عمر ہمارے لئے محنت مزدوری کرتے ہیں ہماری زندگی سنوارتے ہیں آخر میں جب وہ ضعیف ہو جاتے ہیں تو یہ ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اپنے بزرگوں کو ہر طرح سے خیال رکھیں۔اٹھنے بیٹھنے میں اس کا خیال رکھے اس کے کھانے اور پرہیز وغیرہ کا خیال رکھیں۔اس کے سامنے شور شرابہ نہ کریں۔اور ہر اس بات سے پرہیز کریں۔جس سے اس کی دل آزاری کا خدشہ ہو۔

حضور ﷺ خود بھی بزرگوں کا بہت خیال رکھتے تھے۔اس کے ساتھ نرم گفتگو فرماتے تھے۔اور کام کاج کے سلسلے میں ان کا ہاتھ بٹھاتے تھے۔

رشوت ستانی

حدیث۷ :اَلرَّاشِیُ وَالْمُرْتَشِیُ كِلَا هُمَا فِی النَّارِ

ترجمہ:''رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں جہنمی ہیں''

تشریح: اس حدیث میں رشوت ستانی جیسی لعنت اور برائی کی مذمت کی گئی ہے رشوت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ناجائز کام نکالنے کے لئے روپے نذرانے کے طور پر دیئے جائے۔یہاں پر روپے دینے والا اور روپے لینے والا دونوں گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔اور دونوں سزا کے حقدار ہیں۔

آج کل ہمارا معاشرہ جن بے شمار برائیوں اور خرابیوں میں گرا ہوا ہے ان میں رشوت ستانی کی لعنت سر فہرست ہے کسی بھی محکمے میں چلے جائیں۔تو رشوت کے بغیر کام نہیں ہوتا۔کام میں جان بوجھ کر رکاوٹ ڈالی جاتی ہے لوگوں کو بے جاں تنگ کیا جاتا ہے اور وہ مجبور ہو کر رشوت سے کام چلاتے ہیں اس طرح بعض لوگ خود سرکاری ملازمین کو رشوت کی ترغیب دیتے ہیں اور ان سے غلط اور ناجائز قسم کے کام نکلواتے ہیں۔اس طرح معاشرے کا امن وچین اور سکون تباہ ہو کر رہ جاتا ہے ہر طرف طرح طرح کی برائیاں جنم لیتی ہے عوام کا ضمیر مردہ اور روح گندی ہو جاتی ہے۔اخلاقی اقدار تباہ ہو کر رہ جاتی ہے۔

رشوت ستانی کی لعنت کو ختم کرنے کے لئے ریاست کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے ملازمین کے لئے معقول معاوضے مقرر کریں۔اور حق دار کو اس کا حق دلانا یقینی بنائیں۔اس کے باوجود اگر کوئی رشوت لینے والا یا دینے والا پکڑا جائے۔تو اس کو عبرتناک سزا دے تاکہ پھر کوئی ایسا کرنے کی جرأت نہ کرسکیں۔

کامل مؤمن

حدیث نمبر۸: اِنَّ أَكْمَلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا۔

ترجمہ: ''یقیناً مومنوں میں سے کامل ترین ایمان والا وہ ہے جو ان میں اخلاق کے لحاظ سے سب سے بہتر ہے''

تشریح: اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا ہے اللہ تعالیٰ نے اخلاق حسنہ کی کامل فہرست بھی قرآن حکیم میں بیان کر دی ہے حضور ﷺ اخلاق حسنہ کی عملی مثال ہے۔ اسلام کا نظریہ اخلاق یہ ہے کہ ہر مسلمان ایسے اخلاق حسنہ سے متصف ہو جائے کہ اسے اللہ تعالیٰ کا خلیفہ کہا جا سکے۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہو'' حضور ﷺ کی شخصیت اعلیٰ اوصاف اور کمالات کا مجموعہ تھی اگر ہم آپ ﷺ کے اخلاق حسنہ کی پیروی کریں تو ہم کامل ایمان حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں اور دوزخ کی عذاب سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔

افرادی ذمہ داری

حدیث نمبر۹: كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ۔

ترجمہ: ''تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا''۔

تشریح: اس دنیا میں ہر شخص اپنی جگہ نگہبان اور ذمہ دار ہے۔ اور جو لوگ اس کے زیر اثر ہیں وہ اس کی رعیت ہیں۔ ہر شخص سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ کہ آیا اس نے اپنی رعیت کی شرعی ضروریات کا خیال رکھا ہے کہ نہیں۔ گھر کا سربراہ گھر کے افراد کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ ضلعی افسر ضلعی سطح پر لوگوں کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ صوبائی سربراہ صوبائی سطح پر اپنے لوگوں کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ جبکہ صدر یہ وزیر اعظم ملکی سطح پر اپنے رعایا کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ ہر ایک سے اپنے رعایا کے بارے میں وضاحت طلب کی جائے گی۔ کہ آپ کے پاس جتنے اختیارات تھے۔ اس کو آپ نے شرعی قوانین کی روشنی میں استعمال کیے یا نہیں۔ اگر اس نے احکام الٰہی کے تحت اپنے رعایا کا خیال رکھا ہو۔ تو اللہ تعالیٰ کی عدالت میں سرخ رو ہو

گا۔اور اگر اس نے اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کیا ہو۔تو اللہ تعالیٰ کی عدالت میں اس کا محاسبہ ہوگا۔اور اس کو اپنے کیئے کی سزا ملے گی۔

بہترین انسان کون ہے؟

حدیث نمبر ۱۰: خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَّنْفَعُ النَّاسَ

ترجمہ: ''لوگوں میں اچھا وہ ہے جو لوگوں کو نفع دیتا ہے۔

تشریح: اس حدیث میں حقوق العباد کا ذکر کیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بندے زیادہ عزیز ہے جو حقوق العباد کا خیال رکھتا ہو۔دوسروں کے کام آتا ہو۔دوسروں کو نفع پہنچاتا ہو۔اور ضرورت مند کی ضرورت پوری کرتا ہو۔

معاشرہ افراد پر مشتمل ہوتا ہے۔کوئی بھی تنہا شخص اپنی ضروریات خود نہیں پوری کر سکتا۔ایک معاشرہ تب کامیاب معاشرہ بن جاتا ہے جب اس کے افراد ایک دوسرے کے دکھ درد میں برابر کے شریک ہو جائیں۔اور ایک دوسرے کی مدد کریں۔

حضور ﷺ اس کی بہترین مثال ہے آپ نے ہمیشہ ضرورت مند کی ضرورت پوری کرنے کی کوشش کی۔بھوکے کو کھانا س کھلاتا اور خود بھوکے رہتے۔ضعیفوں کے لئے خود جا کر بازار سے سودا خرید کر لاتے۔آپ فرماتے تھے۔کہ دوسروں کو نفع پہنچانا اسلام کی روح اور ایمان کا تقاضا ہے۔لہٰذا مسلمان وہ ہے جس سے عام آدمی کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے۔بنی نوع انسان کی خدمت کرنے سے ہم لوگوں کے دلوں میں اپنے لئے عزت کا مقام حاصل کر سکتے ہیں۔خدا کی رضا حاصل کر سکتے ہیں۔اور اللہ تعالیٰ کی بخشش کا مستحق قرار پا سکتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں بنی نوع انسان کی خدمت کرنے کی صلاحیت عنایت فرمادیں۔(آمین)

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

التمارین

السوال الاول: رشوت لینے اور دینے کے بارے میں اپنے خیالات لکھیں؟

جواب: حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ''رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں جہنمی ہیں۔''

اس حدیث میں رشوت ستانی جیسی لعنت اور برائی کی مذمت کی گئی ہے رشوت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ناجائز کام نکالنے کے لئے روپے نذرانے کے طور پر دیئے جائے۔ یہاں پر روپے دینے والا اور روپے لینے والا دونوں گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اور دونوں سزا کے حقدار ہیں۔

آج کل ہمارا معاشرہ جن بے شمار برائیوں اور خرابیوں میں گرا ہوا ہے ان میں رشوت ستانی کی لعنت سرفہرست ہے کسی بھی محکمے میں چلے جائیں تو رشوت کے بغیر کام نہیں ہوتا۔ کام میں جان بوجھ کر رکاوٹ ڈالی جاتی ہے لوگوں کو بے جاں تنگ کیا جاتا ہے اور وہ مجبور ہو کر رشوت سے کام چلاتے ہیں۔ اس طرح بعض لوگ خود سرکاری ملازمین کو رشوت کی ترغیب دیتے ہیں اور ان سے غلط اور ناجائز قسم کے کام نکلواتے ہیں۔ اس طرح معاشرے کا امن و چین اور سکون تباہ ہو کر رہ جاتا ہے ہر طرف طرح طرح کی برائیاں جنم لیتی ہے عوام کا ضمیر مردہ اور روح گندی ہو جاتی ہے۔ اخلاقی اقدار تباہ ہو کر رہ جاتی ہے۔

رشوت ستانی کی لعنت کو ختم کرنے کے لئے ریاست کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے ملازمین کے لئے معقول معاوضے مقرر کریں اور حقدار کو اس کا حق دلانا یقینی بنائیں۔ اس کے باوجود اگر کوئی رشوت لینے والا اور دینے والا پکڑا جائے۔ تو اس کو عبرتناک سزا دے تاکہ پھر کوئی ایسا کرنے کی جرأت نہ کر سکیں۔

السوال الثانی: سب سے افضل ذکر اور بہترین دعا کے بارے میں تفصیلی نوٹ لکھیں؟

جواب: حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''سب سے زیادہ فضیلت والا عمل لا الہ الا اللہ ہے جبکہ بہترین دعا استغفار ہے۔

حضور ﷺ کی اس حدیث مبارکہ کے دو حصے ہیں پہلے حصے میں سب سے زیادہ فضیلت

والے عمل کا ذکر ہے جبکہ دوسرے حصے میں سب سے زیادہ فضیلت والی دعا کا ذکر ہے۔

(۱) سب سے زیادہ فضیلت والا عمل:

حضور ﷺ نے لَآ اِلٰــہَ اِلَّا اللّٰہُ کو سب سے زیادہ فضیلت والا عمل قرار دیا ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی "توحید" کا بیان ہے۔ یعنی یہاں ہم نے اس بات کی یقین کرنی ہے کہ اللہ ایک ہے وہ رحیم و کریم ہے۔ وہ نہ کسی کا بیٹا ہے اور نہ کسی کا باپ۔

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور بندگی کے لائق نہیں۔ تمام ہستیاں اس کی محتاج ہیں۔ سب ایک اللہ سے مانگتے ہیں وہ جسے چاہے بادشاہ بناتا ہے اور جسے چاہے غلام بنا دیتا ہے۔ وہ اپنے صفات، ذات اور افعال میں یکتا اور بے مثال ہے۔

۔ اللہ تعالیٰ توحید کے بارے میں خود فرماتا ہے کہ لَآ اِلٰــہَ اِلَّا اللّٰہُ میرا قلعہ ہے اور جو میرے قلعے میں داخل ہو گیا وہ میرے عذاب سے بچ گیا۔

(۲) سب سے زیادہ فضیلت والی دعا:

حضور ﷺ نے اِسْتِـغْفَار کو سب سے زیادہ فضیلت والی دعا قرار دیا ہے۔ استغفار کے معنی اپنے گناہوں کی معافی مانگنے کے ہیں۔

گناہ سے مراد اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات کی خلاف ورزی اور ان کی قائم کردہ حدود سے تجاوز کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ بہت ہی رحیم و کریم ذات ہے اگر کسی سے غلطی سرزد ہو جائے اور وہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں تو اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرماتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: "اور اپنے پروردگار سے مغفرت چاہو اور اس کے آگے توبہ کرو بلا شبہ تمہارا رب بڑا ہی رحم فرمانے والا اور بہت ہی محبت کرنے والا ہے۔"

"استغفار" اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ دعا ہے۔ لہٰذا ہمیں ہر وقت اور ہر نماز کے بعد استغفار کرنا چاہیے اور اپنی گناہوں کی معافی کی دعاء مانگتے رہنا چاہیے۔

"استغفار" کی اہمیت بیان کرتے ہوئے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ "خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جس کے عمل نامہ میں استغفار کثرت سے پایا جائے۔"

ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "گناہ سے توبہ کرنے والا شخص ایسا پاک وصاف ہو جاتا ہے جیسے اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہ ہو۔"

السوال الثالث: علم کا حاصل کرنا ہر مرد اور خاتونِ مسلمان پر فرض ہے اس حدیث کی تشریح لکھیں؟

جواب: حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ"

ترجمہ: "علم کی طلب ہر مسلمان (مرد و عورت) پر فرض ہے"۔

تشریح: اس حدیث میں علم کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ علم کے معنی ہیں جاننا۔ ایک کامیاب مسلمان کے لئے دو طرح کے علوم جاننا ضروری ہے۔

ایک قسم کو دینی یا روحانی علم کہتے ہیں جس کی بدولت انسان کو یہ پتہ چل جاتا ہے کہ اس کا خالق اور مالک کون ہے؟ یہ کائنات کیوں پیدا کیا گیا؟ انسان کو دنیا میں کس مقصد کے لئے بھیجا گیا ہے۔ توحید کیا ہے؟ آخرت کیا ہے؟ جزا و سزا سے کیا مراد ہے؟ آخرت کی کامیاب زندگی حاصل کرنے کے لئے اُنہیں کیا کرنا ہے؟

دوسرے قسم کے علم کو دنیاوی علوم وفنون کہتے ہیں۔ اگر مسلمان دینی علم کے ساتھ ساتھ دنیاوی علوم بھی حاصل کریں تو وہ جدید علوم وفنون، سائنس اور ٹیکنالوجی میں مہارت حاصل کریں گے، دشمن کا مقابلہ کر سکیں گے اور اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کے قابل ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ علم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "جاننے والے اور نہ جاننے والے کبھی برابر نہیں ہو سکتے"۔

حضورؐ علم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "علم حاصل کرو خواہ اس کے لئے تمہیں چین تک جانا پڑے"۔

ایک اور موقع پر فرمایا "پنگوڑے سے لے کر قبر تک علم حاصل کرو"۔

علم کی اہمیت کا اندازہ ہم جنگ بدر کے قیدیوں کے حوالے سے بھی لگا سکتے ہیں جو قیدی فدیہ

ادا کرنے سے قاصر تھے حضورؐ نے ان کی رہائی کے لیے یہ شرط عائد کی کہ اگر وہ دس دس مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھادیں تو ان کو رہا کر دیا جائے گا۔

السوال الرابع: مومن کے اخلاق کیسے ہونے چاہیے؟ نوٹ لکھیں۔

جواب: حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

"اِنَّ اَکْمَلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا۔"

ترجمہ: "یقیناً مومنوں میں سے کامل ترین ایمان والا وہ ہے جو ان میں اخلاق کے لحاظ سے سب سے بہتر ہے"

تشریح: اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا ہے اللہ تعالیٰ نے اخلاق حسنہ کی کامل فہرست بھی قرآن حکیم میں بیان کر دی ہے حضور ﷺ اخلاق حسنہ کی عملی مثال ہے۔ اسلام کا نظریہ اخلاق یہ ہے کہ ہر مسلمان ایسے اخلاق حسنہ سے متصف ہو جائے کہ اسے اللہ تعالیٰ کا خلیفہ کہا جا سکے۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ "تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہو" حضور ﷺ کی شخصیت اعلیٰ اوصاف اور کمالات کا مجموعہ تھی اگر ہم آپ ﷺ کے اخلاق حسنہ کی پیروی کریں تو ہم کامل ایمان حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں اور دوزخ کی عذاب سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔

السوال الخامس: قرآن مجید کی تعلیم کی اہمیت بیان کریں؟

جواب: حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

"خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَ عَلَّمَهٗ۔"

ترجمہ: "تم میں بہترین شخص وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور دوسروں کو سکھایا"۔

تشریح: اس حدیث میں حضورؐ نے تعلیم قرآن کی فضیلت اور اہمیت بیان کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ وہ بہترین شخص ہے جو قرآن سیکھے ۔ قرآن ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اس میں زندگی کی راہنما اُصول بیان کیئے گئے ہیں۔ یہ ہر لحاظ سے مکمل ہے اور قیامت تک کے لوگوں کے لئے ہدایت کا سرچشمہ ہے۔

اس طرح جو شخص کسی دوسرے مسلمان کو قرآن سکھائے گا تو بھی یہ شخص بہت بہترین ہے۔ ایسا کرنے سے قرآن کی تعلیم پھیلتا جائے گا اور ہر ایک قرآن کی علم کی روشنی سے منور ہوتا جائے گا۔ ہر ایک

کو یہ پتہ چل سکے گا کہ اس کی زندگی کا مقصد کیا ہے؟ یہ دنیا و آخرت کس لئے پیدا کئے گئے ہیں اور انسان کو اس سلسلے میں کس قسم کی طرز زندگی گزارنی ہے؟

قرآن کی فضیلت بیان کرتے ہوئے حضورؐ فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے ایک قوم کو بلند کرتا ہے تو دوسرے قوم کو پست کرتا ہے"۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ "جو شخص قرآن کو پڑھے اور جو چیز اس میں ہے اس پر عمل کرے تو قیامت کے روز اس کے ماں باپ کو تاج پہنایا جائے گا"۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ "سورۃ یٰسین" قرآن پاک کا دل ہے جو شخص اُسے پڑھے اس کے لئے دس قرآن مجید پڑھنے کا ثواب رکھا جاتا ہے"۔

السوال السادس: مندرجہ ذیل میں سے ہر سوال کے چار جوابات دئیے گئے ہیں جو صحیح ہو اس پر نشان لگائیں؟

(۱) سب سے زیادہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔والا علم لا الہ الا اللہ ہے۔
(الف) تکبر (ب) فضیلت (ج) بہتر (د) عظمت

(۲) بہترین دعا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہے۔
(الف) استغفار (ب) دوائی (ج) علاج (د) ہوا

(۳) لا الہ الا اللہ کا مطلب اللہ کے سوا کسی دوسرے کو اللہ نہ ماننے کا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہے۔
(الف) انکار (ب) بےکار (ج) اقرار (د) پابندی

(۴) علم کا حاصل کرنا ہر (مرد و عورت) مسلمان پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہے۔
(الف) واجب (ب) سنت (ج) فرض (د) قرض

(۵) طلب العلم فریضۃ علی۔۔۔۔۔۔۔۔۔مسلم۔
(الف) کل (ب) عام (ج) مخصوصۃ (د) نساء

(۶) علم کے بغیر انسان دنیا میں ترقی کر سکتا ہے اور نہ ہی اپنے خالق حقیقی کا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کر سکتا ہے۔ (الف) پہچان (ب) سمجھ (ج) قیاس (د) ادراک

(۷) تم میں سے بہترین وہ ہے جس نے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سیکھا اور سکھایا۔

(الف) علم (ب) ادب (ج) پودے (د) قدر

(۸) قرآن حکیم کا موضوع۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہے۔

(الف) حیوان (ب) انسان (ج) انگریزی (د) پہاڑ

(۹) انسان کی فطرت میں نیکی یا بدی دونوں کا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔رکھا گیا ہے۔

(الف) شعور (ب) عمل (ج) قول (د) پہچان

(۱۰) اللہ تعالیٰ عادل ہے اس لئے انسان۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کرے۔

(الف) ظلم کرے (ب) عدل کرے (ج) درگزر کرے (د) قتل کرے

جوابات:

١۔ (ب)، ٢۔ (الف)، ٣۔ (ج)، ٤۔ (ج)، ٥۔ (الف)

٦۔ (الف)، ٧۔ (الف)، ٨۔ (ب)، ٩۔ (الف)، ١٠۔ (ب)

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

اَلْجُزْءِ الرَّبِعُ

موضوعاتی مطالعہ قرآن مجید

(تعارف، حفاظت اور فضائل)

سوال نمبر ۱: قرآن مجید کا مختصر تعارف بیان کریں؟

جواب: قرآن مجید کا مختصر تعارف مندرجہ ذیل ہے۔

(۱) یہ اللہ تعالیٰ کی آخری آسمانی کتاب ہے۔

(۲) یہ کتاب حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوئی۔

(۳) یہ کتاب 30 پاروں پر مشتمل ہے۔

(۴) اس کتاب کے آیات مبارکہ مختلف اوقات میں موقعہ کے مناسبت سے نازل ہوتے رہے۔

(۵) قرآن مجید کی پوری نزول 23 سال کے عرصے میں مکمل ہوئی۔

(۶) یہ کتاب دائمی ہدایت کا ذریعہ ہے کیونکہ اس سے پہلے جتنے بھی آسمانی کتابیں نازل ہوئے وہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اپنی اصلی حالت میں نہیں رہے۔ جبکہ قرآن مجید وہ کتاب ہے جس کی حفاظت کا ذمہ اللہ نے لیا ہے۔ اور قیامت تک یہ کتاب اپنی اصلی حالت میں رہے گا۔

(۷) قرآن مجید قیامت تک لوگوں کے لئے ہدایت کا سرچشمہ رہے گا۔ کیونکہ یہ انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کے متعلق راہنمائی کرتا ہے۔

(۸) قرآن مجید ہمیں زندگی کی حقیقت، خیر و شر، حرام و حلال، جرم و سزا، اجر و ثواب، اخلاقیات وغیرہ کے بارے میں مفید معلومات فراہم کرتا ہے۔

(۹) یہ کتاب ہمیں معاشی، سماجی، معاشرتی اور سیاسی نظام کے بارے میں رہنمائی فراہم کرتی ہے

(۱۰) قرآن مجید فصاحت و بلاغت اور جامعیت کا بے مثل نمونہ ہے۔

سوال نمبر ۲: قرآن حکیم کی حفاظت و ترتیب و تدوین پر روشنی ڈالیئے؟

جواب: قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی آخری آسمانی کتاب ہے۔ اس کے بعد کوئی اور آسمانی کتاب نہیں

آئے گا۔ یہ قیامت تک لوگوں کے لئے سرچشمہ ہدایت رہے گا۔ اور قیامت تک بحفاظت رہے گا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ "بے شک یہ قرآن ہم نے نازل کیا ہے اور ہم خود ہی اس کے محافظ ہیں"

۱. قرآن پاک کی جمع و تدوین

قرآن پاک کی جمع و تدوین تین ادوار پر مشتمل ہے جو کہ درجہ ذیل ہیں۔

(۱) عہد رسول ﷺ: حضور ﷺ نے حکم الٰہی کے مطابق قرآن کی تدوین کا اہتمام فرمایا۔ جب کوئی سورت یا آیات نازل ہوتیں۔ تو حضور ﷺ خود کاتبان وحی سے فرمایا کرتے تھے۔ کہ اس حصے کو فلاں سورت کے شروع میں آخر میں یا درمیان میں درج کرو۔ اس طرح حضور ﷺ کی موجودگی میں قرآن مجید کی جمع و تدوین ہوئی۔ اس تدوین کو تدوین توفیقی کہتے ہیں۔

اس کے علاوہ جو وحی نازل ہوتی تھی۔ صحابہؓ میں سے اکثر اس کو زبانی یاد کرتے تھے۔ اس طرعہد رسولؐ میں بہت سے حافظ قرآن موجود تھے۔ قرآن کے نسخوں کو محفوظ کرنے کے لئے آپؐ نے مسجد نبویؐ میں ایک صندوق رکھا ہوا تھا۔

عہد صدیقی: حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں جنگ یمامہ واقع ہوا اس جنگ میں بہت سے کاتب وحی اور حفاظ قرآن شہید ہوئے۔ تو حضرت عمرؓ نے ابوبکرؓ کو مشورہ دیا۔ کہ کاتبان وحی اور حفاظ قرآن کی تعداد کم ہوتی جارہی ہے لہٰذا بہتر یہی ہے۔ کہ قرآن کے نسخوں کو ایک جگہ جمع کر کے ضبط تحریر میں لایا جائے۔

ابوبکرؓ نے اس کام کے لئے حضرت زید بن ثابتؓ کا انتخاب کیا۔ جو حضور ﷺ کے دور میں کاتب وحی بھی رہ چکا تھا۔ حضرت زیدؓ نے پورے اہتمام کے ساتھ قرآنی صحیفہ کو مرتب کیا۔ اور پھر اس کو ابوبکرؓ کے حوالے کر دیا۔ ابوبکرؓ کے بعد یہ صحیفہ عمرؓ کے پاس رہا۔ اور ان کے وفات کے بعد یہ صحیفہ حضرت حفصہؓ کے پاس رہا۔

(۳) عہد عثمانی: حضرت عثمانؓ کے عہد میں مختلف ممالک اور علاقوں کے لوگ مشرف بہ اسلام ہونے لگیں۔ ان لوگوں میں عربی زبان والے بھی شامل تھے۔ اور غیر عربی زبان والے لوگ بھی شامل تھے۔

حضرت حذیفہؓ نے حضرت عثمانؓ کو مشورہ دیا۔ کہ چونکہ اسلام پورے دنیا میں پھیل رہا

ہے۔اور ہر علاقے کے اپنے اپنے زبانین ہیں تو کہیں ایسا نہ ہو کہ قرآن کی تلفظ میں فرق نہ آجائے۔لہٰذا بہتر یہی ہے کہ قرآن کے اصل مسودے سے کاپیاں بنا کر مختلف ممالک میں روانہ کر دی جائیں تاکہ قرآن اپنی اصلی حالت میں موجود رہے۔ حضرت عثمانؓ نے اس بات سے اتفاق کیا اور حضرت حفصہؓ سے قرآن کا اصلی مسودہ منگوا کر اس کی بہت ساری کاپیاں بنادی گئی۔اور مختلف ممالک کو بھیج دی گئیں۔اس طرح قرآن پاک کے نسخے ساری دنیا میں پہنچ گئے اور آج تک قرآن اپنی اصلی حالت میں موجود ہے اور قیامت تک اسی حالت میں موجود رہے گا۔

سوال نمبر۳: فضائل قرآن مجید پر نوٹ لکھئے؟

جواب: قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا آخری اسمانی کتاب ہے یہ وہ کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ پر نازل فرمائی۔ یہ کتاب بے مثال خوبیوں کا خزانہ ہے۔اس کی مختصر تفصیل درجہ ذیل ہے۔

(۱) **سچی کتاب:** قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی سچی کتاب ہے اور اس کی دلائل مضبوط اور مستحکم ہیں۔

(۲) **شکوک سے پاک:** قرآن پاک شکوک وشبہات سے پاک کتاب ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "یہ وہ کتاب ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں"

(۳) **اصلی کامیانی کی ضامن:** قرآن پاک اصلی کامیابی کی ضامن ہے۔جو لوگ قرآنی تعلیمات پر عمل کریں گے۔وہ دنیا وآخرت دونوں میں کامیاب اور سرخرو ہوں گے۔

(٤) **تربیت و تزکیہ:** قرآن پاک اپنے اندر انسان کی تربیت وتزکیہ کی بہترین صلاحیت رکھتی ہے۔

(۵) **بے پناہ تاثیر:** قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے بے پناہ تاثیر رکھ دی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تم دیکھتے کہ خدا کے خوف سے دبا اور پھٹا جاتا تھا"۔

(٦) **تلاوت کا اثر:** قرآن پاک کی تلاوت سے مومن کو دلی سکون ملتا ہے۔حضور ﷺ جب کسی سے تلاوت قرآن پاک سنتے تھے۔تو اکثر آپؐ کے آنکھوں میں آنسو جاری ہوتے تھے۔

(۷) **منفرد انداز بیان:** قرآن پاک کا انداز بیان منفرد اور بے مثال ہے یہ دل کی گہرائیوں میں اتر جاتا ہے اور اس کے چھوٹے چھوٹے جملوں میں بے شمار معانی ومطالب پوشیدہ ہیں۔

سوال٤: مندرجہ ذیل میں سے ہر سوال کے لئے چار جوابات دئیے گئے ہیں جو صحیح ہوں اس پر نشان لگائیں۔

(۱) سابقہ انبیاء کرام کی تعلیمات اور نازل شدہ کتابیں اپنی اصلی حالت میں ـــــــــــ نہیں ہیں۔ (الف) محفوظ (ب) سلامت (ج) مکمل (د) سالم

(۲) قرآن مجید پہلے آسمانی کتابوں کے لئے ـــــــــــ کرنے والی ہے۔

(الف) تردید (ب) تصدیق (ج) تحفیظ (د) تسلیم

(۳) کل آسمانی کتب ـــــــــــ ہیں۔

(الف) تین سو ساٹھ (ب) چار (ج) تین (د) پانچ

(۴) اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ـــــــــــ ہے۔

(الف) تورات (ب) زبور (ج) قرآن مجید (د) انجیل

(۵) قرآن کریم انسانی زندگی کے تمام ـــــــــــ کے متعلق رہنمائی کرتا ہے۔

(الف) امور (ب) پہلوؤں (ج) باتوں (د) کاموں

(۶) حق کے جاننے کا انسان کے پاس کوئی دوسرا ـــــــــــ نہیں۔

(الف) واسطہ (ب) ذریعہ (ج) کتاب (د) طریقہ

(۷) قرآن مجید تقریباً ـــــــــــ سال میں تھوڑا تھوڑا نازل ہوا۔

(الف) ۱۰ سال (ب) ۲۳ سال (ج) چھ سال (د) پچیس سال

(۸) قرآن مجید تمام ـــــــــــ سے بہتر ہے۔

(الف) باتوں (ب) کلاموں (ج) کتابوں (د) انسانوں

جوابات:

۱۔ (الف)، ۲۔(ب)، ۳۔ (ب)، ٤۔ (ج)، ٥۔ (ب)

٦۔ (ب)، ۷۔ (ب)، ۸۔ (ب)

۲. اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت و اطاعت

سوال نمبر ۱: اللہ تعالیٰ کی محبت سے کیا مراد ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ سے محبت کا مطلب یہ ہے کہ انسان زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور اسلامی تعلیمات پر پوری طرح عمل کرے۔

انسان کو اپنے رب سے اس لئے محبت کرنی چاہیے کہ ہمارے رب کی ہم پر بے شمار احسانات ہیں اس نے ہمیں طرح طرح کے نعمتوں سے نوازا ہے اس نے ہمیں ہاتھ، پاؤں، ناک، کان، اور آنکھیں جیسے بیش قیمت اعضاء دیئے ہیں وہ ہمارا خالق اور رازق ہے۔ وہ اس کائنات کا چلانے والا ہے۔ وہ یکتا اور بے مثال ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ان احسانات اور نعمتوں کو دیکھتے ہوئے ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اپنے رب سے بے پناہ محبت کریں۔ دن رات اس کی عظمت و کبریائی بیان کریں۔ اور اس کے سامنے سربسجود ہو جائیں۔ اور اس کے احکامات پر عمل کریں۔

اللہ تعالیٰ سے والہانہ محبت کرنے کی چند مثالیں

(۱) حضرت ابراہیمؑ اللہ تعالیٰ سے بے پناہ محبت رکھتے تھے۔ اور جب اللہ نے اس کو حکم دیا کہ آپ کو جو چیز سب سے زیادہ عزیز ہے اس کو میرے راہ میں قربانی کرو۔ حضرت ابراہیمؑ کو اپنا بیٹا حضرت اسماعیلؑ زیادہ عزیز تھا۔ لہٰذا آپؑ نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے پیارے بیٹے کو قربان کرنے کی حامی بھرلی۔

(۲) حضرت رابعہ بصری اللہ تعالیٰ سے اس قدر محبت کرتے تھے۔ کہ ساری رات عبادت میں گزارتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے کہ رات کو لمبی فرمائیں تاکہ میں زیادہ سے زیادہ عبادت کر سکوں۔

(۳) حضور ﷺ اللہ تعالیٰ سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ اور غار حراء جا کر ساری رات عبادت الٰہی میں گزار دیتے۔

سوال نمبر ۲۔ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کیوں ضروری ہے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اس لئے ضروری ہے کہ آپ ﷺ وہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں وہ قیامت تک کوئی اور پیغمبر نہیں آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہر حکم اور ہر ہدایت رسول اللہؐ کی وساطت سے ہمیں پہنچایا۔ قرآن پاک جو ہمارے لئے ہدایت کا سرچشمہ ہے آپؐ پر نازل ہوا۔

رسولؐ اپنے طرف سے کچھ نہیں کہتے وہ ہمیں وہی کچھ بتاتے ہیں جس کا انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوتی ہے لہٰذا رسولؐ کی اطاعت دراصل اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت ہے اگر ہم رسولؐ کے بتائے ہوئے تعلیمات پر عمل نہیں کریں گے۔ اور آپؐ کی اطاعت نہیں کریں گے۔ تو یہ اصل میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے بغاوت ہوگا اور عدم اطاعت کے بنا پر اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض ہوگا۔ اور ہم اس کے غضب کا شکار ہو جائیں گے۔

اطاعت رسولؐ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ "اللہ اور اس کی رسولؐ کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال ضائع نہ کرو"

ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہوں تو میری اتباع کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا۔ اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے"

پس اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دنیا اور آخرت کی کامیاب زندگی حاصل کرنے کے لئے اطاعت رسولؐ بہت ضروری ہے کیونکہ رسولؐ اللہ تعالیٰ کا نمائندہ ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے احکامات کی روشنی میں لوگوں کی راہنمائی کرتا ہے۔

سوال نمبر ۳: قرآن کریم کی آیات کے حوالے سے ختم نبوت کا مفہوم واضح کریں؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو آخری پیغمبر بنا کر بھیجا یعنی آپؐ پر نبوت کی تکمیل ہوئی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے "آج میں نے تمہارے لئے دین کی تکمیل کر دیا۔ تم پر اپنی نعمت تمام کردی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کرلیا"

اس آیت سے یہ صاف واضح ہو رہا ہے۔ کہ آپؐ پر دین کی تکمیل کر دی گئی۔ اس پر یہ نعمتیں تمام کر دی گئی۔ اور اسلام کو بطور دین پسند کیا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کے بعد کسی اور نبی کی

آنے کی ضرورت نہیں رہی۔آپ قیامت تک کے لئے آخری نبیؐ ہے۔اور اسلام ایک مکمل مذہب ہے۔اس کے بعد کوئی دوسرا مذہب نہیں آئے گا۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔کہ"نہیں ہیں محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور آخری نبیؐ ہیں"

ختم نبوت کے سلسلے میں خود حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ "میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا"

ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ" رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا۔میرے بعد اب نہ کوئی رسول ہے اور نہ کوئی نبی۔

درج بالا آیات قرآنی اور احادیث نبویؐ سے واضح ہوتا ہے کہ آپؐ پر دین کی تکمیل ہوگئی ہے۔ آپؐ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہے۔آپ کی تعلیمات جامع اور مکمل ہیں اور قیامت تک کے لئے کافی ہیں۔دنیا کے کونے کونے تک آپؐ کے تعلیمات پہنچ چکے ہیں۔لہٰذا آپ کے بعد کسی دوسرے نبی کی آنے کی ضرورت نہیں رہی۔اور نہ کسی دوسری مذہب کی ضرورت باقی رہی کیونکہ اسلام ایک کامل دین ہے۔اور اس کی تعلیمات ہر قوم اور ہر زمانے کے لئے ہیں۔قیامت تک اس میں ردو بدل کی ضرورت نہیں ہے۔قرآنی تعلیمات کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ نے خود لی ہے۔اس لئے اب کسی دوسرے نبی کی ضرورت بھی نہیں ہے۔یہ ایک اتفاقی عقیدہ ہے۔کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں آئے گا۔جو کوئی دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہوگا۔

سوال ٤: مندرجہ ذیل میں سے ہر سال کے لئے چار جوابات دئیے گئے ہیں جو صحیح ہوں اس پر نشان لگائیں؟

(۱) جو لوگ ایمان لائے وہ اللہ سے بہت۔۔۔۔۔۔۔۔کرنے والے ہیں۔

(الف) نفرت (ب) محبت (ج) عزت (د) پیار

(۲) ایمان کی۔۔۔۔۔۔۔۔محبت کے بغیر ممکن نہیں۔

(الف) علامت (ب) تکمیل (ج) عظمت (د) اہمیت

(۳) کہا جاتا ہے کہ محبت کرنے والا جس سے محبت کرتا ہے اس کا۔۔۔۔۔۔۔۔۔رہتا ہے۔

(الف)فرمانبردار (ب)نافرمان (ج)شوہر (د)تابعدار

(۴) ایمان کا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے کہ اللہ سے محبت کی جائے۔

(الف)حاجت (ب)آرزو (ج)تقاضہ (د)تمنا

(۵) محبت الٰہی اسوہ رسول ﷺ کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہی کا نام ہے۔

(الف)پیروی (ب)انکار (ج)عمل (د)تابعداری

(۶) اطاعت۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کی عملی شکل ہے۔

(الف)پیروی (ب)اتباع (ج)عمل (د)ماننے

(۷) آپ ﷺ کی آمد سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کا تصور ابھرا۔

(الف)قومیت (ب)مذہب (ج)بین الاقوامیت (د)رحمت

جوابات:

۱۔ (ب)، ۲۔(ب)، ۳۔ (الف)، ٤۔ (ج) ، ٥۔ (الف)

٦۔ (ب)، ۷۔ (ج)

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

۳ . علم کی فرضیت و فضیلت

سوال نمبر ۱: قرآن کی روشنی میں علم کی اہمیت بیان کریں؟

جواب: علم کے معنی ہیں جاننا۔

علم وہ تاج اور شان سرفرازی ہے جس نے انسان کو دوسری تمام مخلوقات سے افضل بنادیا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا ہمارے اوپر بہت بڑا احسان ہے۔ کہ اس نے انبیاءؑ کو تعلیم عنایت فرمائی۔ اور پھر انبیاء نے ہمیں تعلیم وتربیت دی۔

(۱) علم کی اہمیت کا اندازہ ہم اس بات سے لگا سکتے ہیں۔ کہ حضور ﷺ پر جو پہلی وحی نازل ہوئی تھی۔ اس میں ''علم'' یعنی پڑھنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس پورے آیت کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

''اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھیئے جس نے پیدا کیا۔ انسان کو خون کی پھٹکی سے پیدا کیا پڑھیے اور آپ کا پروردگار بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا اور انسان کو وہ باتیں سکھائی جن کا اس کو علم نہ تھا''۔

(۲) علم کی اہمیت کا اندازہ ہم اس سے بھی لگا سکتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ عالم اور جاہل کو برابر خیال نہیں کرتا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ''ان لوگوں سے کہیے کہ کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہوسکتے ہیں۔

(۳) علم ہی وہ دولت ہے جس سے کتاب اور حکمت سیکھی جاسکتی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ''جیسا کہ بھیجا ہم نے تم میں سے جو پڑھتا ہے تمہارے آگے ہماری آیتیں اور پاک کرتا ہے تم کو اور تعلیم دیتا ہے تمہیں کتاب اور حکمت کی اور تعلیم دیتا ہے تم کو جو نہیں جانتے''

(۴) اللہ تعالیٰ کے ہاں علم کی اتنی اہمیت ہے کہ وہ پیغمبرؑ کو حکم دیتا ہے کہ علم حاصل کرنے کے لئے وہ یہ دعا پڑھیں کہ ''اے پروردگار! میرے علم میں اضافہ کر''

درجہ بالا باتوں سے یہ واضح ہوتی ہے کہ علم بڑی دولت ہے اس کا حصول ہر مسلمان کے لئے بہت اہم ہے علم کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کرسکتی۔

سوال نمبر۲: احادیث کی روشنی میں حصول علم کی اہمیت پر نوٹ لکھیں؟

جواب:

(۱) حضور ﷺ علم کی اہمیت سے پوری طرح باخبر تھے۔ کیونکہ اس پر جو پہلی وحی نازل ہوئی تھی اس میں بھی پڑھنے کا ذکر آیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپؐ نے امت پر زور دیا ہے کہ وہ علم حاصل کریں۔ چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔"

(۲) علم سے انسانی اچھائی اور برائی میں فرق کرنے کے قابل بن جاتا ہے۔ اور نجات کا راستہ بآسانی ڈھونڈ سکتا ہے۔

چنانچہ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ "جو شخص علم دین حاصل کرنے کے لئے نکلا اللہ تعالیٰ اس کو جنت کی راہ آسان کردے گا۔

(۳) علم کی اہمیت کا اندازہ ہم اس سے بھی لگا سکتے ہیں۔ کہ حضور ﷺ امت سے فرماتے ہیں کہ "پنگوڑے سے لے کر قبر تک علم حاصل کرو" اس کا مطلب یہ ہے کہ ساری عمر علم حاصل کرو۔

(۴) علم کی اہمیت کا اندازہ ہم جنگ بدر کے قیدیوں سے بھی لگا سکتے ہیں۔ حضورؐ نے حکم دیا تھا۔ کہ جو قیدی دس دس مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھائے گا۔ تو اسکو رہا کردیا جائیگا"

(۵) حضورؐ نے علم سیکھنے والے اور سکھانے والے کو بلند پایہ کا مقام دیا ہے چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "میرے بعد سب سے بڑا سخی شخص وہ ہے جس نے علم سیکھا اور پھر اسے لوگوں میں پھیلایا"

حضورؐ کے ان ارشادات سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے۔ کہ علم بڑی دولت ہے۔ اس کے ذریعے انسان فلاح کا راستہ ڈھونڈ سکتا ہے۔ اور معاشرے میں باعزت مقام حاصل کرسکتا ہے۔

سوال نمبر۳: قرآن وحدیث کی روشنی میں علم کی فضیلت بیان کیجئے؟

جواب: **(الف) : قرآن کی روشنی میں علم کی فضیلت :**

اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں پر بے حد احسانات ہیں۔ جن میں سے ایک احسان علم ہے جو اس نے اپنے بندوں کو عطا کیا۔ علم ہی کی وجہ سے انسانوں کو دوسرے مخلوقات پر فضیلت حاصل ہے۔ علم ہی کی وجہ

سے فرشتوں کو حکم دیا گیا کہ حضرت آدمؑ کو سجدہ کریں۔ علم کی فضیلت کا اندازہ ہم ارشادات ربانی سے لگا سکتے ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ کو علم بہت پسند ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ حضورؐ کو علم میں اضافے کی دعا کرنے کا حکم دیتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے "کہو اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما"

(۲) اللہ تعالیٰ کو علم اس قدر پسند ہے کہ وہ عالم اور جاہل کو برابر خیال نہیں کرتے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "کہہ دیجئے کہ کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں؟

(۳) اللہ تعالیٰ کے ہاں ان لوگوں کے درجات بلند ہوتے ہیں جو اہل علم اور ایماندار ہو چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "اللہ تعالیٰ تم میں سے ایمان والوں اور علم والوں کے درجات بلند فرماتا ہے۔"

(۴) اللہ تعالیٰ علم کو اس لئے پسند کرتا ہے۔ کیونکہ جاننے والے ہی تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "بے شک اللہ تعالیٰ سے تو اس کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو صاحب علم ہیں"

(۵) اہل علم ہی توحید کا پرستار ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ خود اللہ گواہ اسکے فرشتے گواہ ہیں اور اہل علم گواہ ہیں"۔

درج بالا ارشادات الٰہی سے یہ واضح ہوتی ہے۔ کہ علم عظیم سرمایہ ہے۔ اور یہ کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔

(ب) احادیث کی روشنی میں علم کی فضیلت:

حضورؐ نے علم کے فضیلت کے بارے میں بہت کچھ فرمایا۔ مثلاً

(۱) حضور علماء کو عزت کا مقام دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "علماء نبیوں کے وارث ہیں"

(۲) حضورؐ علم کو ہر ایک کے لئے ضروری خیال کرتے ہیں چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے"۔

(۳) خوش قسمت لوگوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ جسکی بھلائی چاہتا ہے اسے دین کی سمجھ بوجھ عطا کر دیتا ہے۔"

(۴) حضور علم کو راہ نجات کیلئے ضروری سمجھتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ "جو شخص علم حاصل کرنے کی راہ اختیار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کو جانے کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔"

(۵) حصول علم والوں کے بارے فرماتے ہیں کہ "جو شخص علم حاصل کرنے کیلئے نکلے، وہ اپنے گھر واپسی تک جہاد میں رہتا ہے۔"

(۶) معلم کی شان بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ "بے شک مجھے معلم ہی بنا کر بھیجا گیا ہے"

(۷) حضور اہل علم کو سب سے بڑا سخی قرار دیتا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "میرے بعد سب سے بڑا سخی وہ ہوگا جو علم کو سیکھے اور پھیلائے گا۔"

(۸) حضورؐ ساری عمر علم حاصل کرنے کی تاکید فرماتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ" پنگوڑے سے لیکر قبر تک علم حاصل کرو۔"

سوال٤: مندرجہ ذیل میں سے ہر سوال کے لئے چار جوابات دئیے گئے ہیں جو صحیح ہوں اس پر نشان لگائیں۔

(۱) علم کے معنی ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(الف) جاننا (ب) سبق پڑھنا (ج) سکول جانا (د) مدرسہ

(۲) اللہ نے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کے ذریعے علم سکھایا۔

(الف) تختی (ب) قلم (ج) کتاب (د) کمپیوٹر

(۳) مسلمان پر لازم ہے کہ وہ طلب علم میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نہ کرے۔

(الف) خلیفہ (ب) مزدور (ج) کوتاہی (د) جلدی

(۴) انسان میں زمین پر اللہ کا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہے۔

(الف) خلیفہ (ب) مزدور (ج) مخلوق (د) غلام

(۵) ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہی کی وجہ سے فرشتوں کو حضرت آدمؑ کا سجدہ کرنے کو کہا۔

(الف) دولت ﷺ (ب) عبادت (ج) علم (د) عظمت

(۶) میرے رب! میرے علم میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ فرما۔

(الف) کمی (ب) اضافہ (ج) ترقی (د) بڑھوتری

(۷) اللہ کے بندوں میں سے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہی اللہ سے ڈرتے ہیں۔

(الف) اہل علم (ب) ان پڑھ (ج) سیاستدان (د) ڈاکٹر

جوابات:

۱۔ (الف)، ۲۔(ب)، ۳۔ (ج) ، ٤۔ (الف) ، ٥۔ (ج)

٦۔ (ب)، ۷۔ (الف)

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

۵. طہارت اور جسمانی صفائی

سوال نمبر ۱: قرآن وحدیث کی روشنی میں طہارت پر ایک مختصر نوٹ لکھیے؟

جواب: طہارت کا مفہوم: طہارت کے لغوی معنی ہیں صفائی اور پاکیزگی شریعت کی اصطلاح میں لباس، جسم اور عبادت کی جگہ کو پاک صاف رکھنا طہارت کہلاتا ہے۔

قرآن پاک کی روشنی میں طہارت کی اہمیت:

اللہ تعالیٰ طہارت کو پسند کرتا ہے۔ اس لئے قرآن پاک میں طہارت کی بڑی اہمیت بیان کی گئی ہے۔

(۱) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو اور ناپاکی سے دور رہو"

(۲) اسطرح ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں کہ "بے شک اللہ تعالیٰ انکو محبوب رکھتا ہے جو خوب پاک صاف رہتے ہیں۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں طہارت کی اہمیت: حضور ﷺ طہارت کو پسند کرتے تھے۔ خود بھی طہارت کا خیال رکھتے تھے۔ اور اپنی امت کو بھی طہارت کی تاکید فرماتے تھے۔

(۱) چنانچہ ارشاد نبویؐ ہے۔ طہارت نصف ایمان ہے۔

(۲) ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ "اسلام کی بنیاد نفاست اور پاکیزگی پر ہے۔

(۳) ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ "خوشبو لگانا اور مسواک کرنا انبیاء کی سنت ہے"۔

(۴) طہارت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ وہ نماز قبول نہیں کرتا جو بغیر طہارت کے پڑھی جائے۔ پس اس سے واضح ہوتا ہے۔ کہ کسی بھی عبادت کا قبول ہونا دوسرے عوامل کے ساتھ ساتھ طہارت پر بھی انحصار کرتا ہے لہٰذا ہمیں طہارت کا خصوصی خیال رکھنا چاہئے۔

طہارت میں بیرونی پاکیزگی یعنی کپڑوں، بدن اور جگہ کی صفائی کے ساتھ ساتھ اندرونی اور عقیدتاً صفائی بھی شامل ہے یہ کہ انسان کی کمائی ذرائع معاش وغیرہ حلال اور جائز ہو۔

سوال نمبر ۲: وضو کرنے کا طریقہ بیان کیجئے؟

جواب: وضو کرنے کا مسنون طریقہ درج ذیل ہیں۔

(۱) اچھی طرح ہاتھوں کو دھوئیں۔

(۲) تین بار کلی کریں

(۳) تین بار ناک میں پانی ڈالیں

(۴) چہرے کو پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک اچھی طرح دھوئیں۔

(۵) کہنیوں سمیت بازوؤں کو دھوئیں۔

(۶) سر کا مسح کریں (۷) ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں کو دھوئیں (۸) وضو کرتے ہوئے یہ خیال رکھیں کہ پہلے جسم کا دایاں حصہ اور پھر بایاں حصہ دھویا جائے۔

(۹) جسم کے اعضاء کو تین بار دھوئیں۔

وضو کے فرائض: وضو کے چار فرائض ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) چہرے کو دھونا (۲) کہنیوں سمیت ہاتھوں کو دھونا (۳) سر کا مسح کرنا (۴) ٹخنوں سمیت پاؤں دھونا

نوٹ: ان چاروں فرائض کے علاوہ باقی چیزیں سنت اور مستحب ہیں۔

سوال نمبر ۳: غسل کرنے کا مسنون طریقہ بیان کریں؟

جواب: **غسل کا مفہوم**: غسل کے معنیٰ نہانے کے ہیں۔ حضور نے بروز جمعہ، بروز، عیدین اور حج وعمرہ کے موقعہ پر احرام باندھنے سے پہلے نہانے کو مسنون قرار دیا ہے۔ جبکہ جنابت کی حالت میں انسان پر غسل واجب ہو جاتا ہے

غسل کرنے کا طریقہ: غسل کرنے کا مسنون طریقہ درج ذیل ہے۔

سب سے پہلے جسم پر جہاں کہیں نجاست لگی ہو۔ اسکو دھوئے۔ اس کے بعد ہاتھوں کو اچھی طرح دھوئیں۔ اور پورا وضو کریں۔ اس کے بعد پورے جسم پر تین بار پانی ڈالیں اور جسم کو اچھی طرح مل لیں۔

تاکہ کوئی حصہ خشک نہ رہ جائیں۔

غسل کے فرائض: غسل کے تین فرائض ہیں۔ جنکے بغیر غسل نہیں ہوتا۔

(۱) کلی کرنا۔ کلی اس طرح کرنا کہ پانی اچھی طرح حلق تک پہنچ جائے۔

(۲) ناک میں پانی ڈالنا۔

(۳) سارے بدن پر پانی اسطرح ڈالنا۔ کہ کوئی حصہ خشک نہ رہ جائیں۔

سوال نمبر٤: طہارت کے بارے میں ایک آیت اور ایک حدیث بیان کریں؟

جواب: طہارت کے معنیٰ "پاکیزگی" کے ہیں۔ اسلام میں طہارت ایک اہم چیز ہے۔ طہارت عبادت الٰہی کے لئے اہم شرط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں کئی جگہ طہارت کی تاکید فرمائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "اللہ تعالیٰ صفائی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے" طہارت کے بارے میں آیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ۔

ترجمہ: "اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو اور ناپاکی سے دور رہو" طہارت کے بارے میں حدیث: حضورؐ بھی طہارت کو پسند کرتے تھے۔ خود بھی طہارت کا خیال کرتے اور دوسروں کو بھی طہارت کی تاکید فرماتے ہیں۔ اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ

ترجمہ: "یعنی پاکیزگی نصف ایمان ہے"

سوال نمبر ٥: طہارت کے فوائد بیان کریں؟

جواب: طہارت کے معنیٰ "پاکیزگی" کے ہیں۔ طہارت کے دو قسمیں یعنی جسمانی طہارت اور

روحانی طہارت: جسمانی طہارت سے مراد جسم اور لباس کی صفائی ہے۔

جبکہ روحانی طہارت سے مراد دل کی صفائی اور خلوص ہے۔

(الف): جسمانی طہارت کے فوائد:

جسمانی طہارت کے فوائد درج ذیل ہیں۔

(۱) جسمانی طہارت کی بدولت انسان عبادت کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

(۲) جسمانی طہارت کی بدولت انسان بہت سی بیماریوں سے بچ جاتا ہے۔

(۳) جسمانی طہارت کی بدولت انسان اللہ کا محبوب بندہ بن جاتا ہے۔

(۴) جسمانی طہارت کی بدولت انسان پروقار اور پرکشش بن جاتا ہے۔

(۵) بقول رسولؐ صفائی نصف ایمان ہے۔

(ب) **روحانی طہارت کے فوائد**: روحانی طہارت کے فوائد مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) روحانی طہارت کی بدولت انسان کو عرفان الٰہی حاصل ہوجاتا ہے۔

(۲) روحانی طہارت کی بدولت انسان عبادات کی حقیقی مقاصد حاصل کرنے میں کامیاب ہوجاتا ہے۔

(۳) روحانی طہارت کی بدولت انسان کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوجاتا ہے۔

سوال نمبر ٦: خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پر کیجئے؟

جواب: (۱) جمعہ کے دن غسل **سنت** ہے (۲) عیدین کے دن غسل **مستحب** ہے۔ (۳) غسل کرتے وقت پورے جسم پر **تین** مرتبہ پانی بہایا جائے۔ (۴) پانی کا استعمال **اعتدال** سے کیا جائے (۵) طہارت کے بغیر نماز **ادا نہیں** ہوسکتی۔

سوال٦: خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پر کیجئے؟

(۱) جمعہ کے دن غسل ---------- ہے۔

(۲) عیدین کے دن غسل ---------- ہے۔

(۳) غسل کرتے وقت پورے جسم پر -------- مرتبہ پانی بہایا جائے؟

(۴) پانی کا استعمال -------- کیا جائے۔

(۵) طہارت کے بغیر نماز ---------- ہوسکتی ہے۔

جوابات:

(۱) سنت (۲) سنت (۳) تین (٤) اعتدال سے

(٥) ادا نہیں

سوال۷: مندرجہ ذیل میں سے ہر سوال کے لئے چار جوابات دئیے گئے ہیں جو صحیح ہوں اس پر نشان لگائیں۔

(۱) جمعہ کے دن غسل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہے۔

(الف)فرض (ب)واجب (ج)سنت (د)نفل

(۲) عیدین کے دن غسل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہے۔

(الف)فرض (ب)واجب (ج)سنت (د)نفل

(۳) غسل کرتے وقت پورے جسم پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مرتبہ پانی بہایا جائے۔

(الف)ایک (ب)دو (ج)تین (د)چار

(۴) پانی کا استعمال۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سے کیا جائے۔

(الف)احتیاط (ب)اعتدال (ج)زیادہ (د)کم

(۵) طہارت کے بغیر نماز۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نہیں ہوسکتی۔

(الف)ادا نہیں (ب)قضا نہیں (ج)ادا (د)قضا

(۶) نماز سے پہلے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کرنا واجب ہے۔

(الف)غسل (ب)وضو (ج)نہانا (د)استنجا

(۷) وضو میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فرائض ہیں۔

(الف)تین (ب)چار (ج)پانچ (د)چھ

(۸) اگر جسم پاک نہ ہو تو وضو سے پہلے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کرنا واجب ہے۔

(الف)دھونا (ب)غسل کرنا (ج)نہانا (د)تیمم

(۹) غسل میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فرائض ہیں۔

(الف)ایک (ب)تین (ج)چار (د)دو

(۱۰) وضو میں سنتیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہیں۔

(الف) ایک (ب) تین (ج) پندرہ (د) تیرہ

جوابات:

۱۔ (ج)، ۲۔(ج)، ۳۔ (ج)، ٤۔ (ب)، ٥۔ (الف)

٦۔ (ب)، ۷۔ (ب)، ۸۔ (ب)، ۹۔ (ب)، ۱۰۔ (د)

oooooooooooooooooooooooo